والعصر ۝ ان الانسان لفی خسر ۝

جامعہ عثمانیہ کا ترجمان

ماہنامہ

العصر

پشاور

دسمبر 2004ء شوال ۱۴۲۵ھ

Scanned with CamScanner

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

ماہنامہ

العصر

پشاور

دسمبر 2004ء شوال ۱۴۲۵ھ جلد ۱۰ شمارہ ۱۲

[illegible]

فہرست مضامین

[illegible]	اداریہ	۲
[illegible]	مفتی غلام الرحمن [illegible]	۸
[illegible]	[illegible]	۱۹
[illegible] شرعی حیثیت	مفتی غلام الرحمن [illegible]	۲۵
حضرت مولانا [illegible] صاحب	[illegible]	۳۱
مسلم ممالک میں [illegible]	اوصاف احمد	۳۶
[illegible]	[illegible]	۳۹
تبصرہ کتب	[illegible]	۴۳
سالانہ فہرست ماہنامہ العصر		۴۹

[illegible]

پبلشر و دفتر

[illegible]

[illegible]

آپ کی توجہ کیلئے !!

جامعہ عثمانیہ پشاور کے توسیعی منصوبہ میں حلقہ جلوزی علاقہ خٹک چراٹ روڈ نزد [illegible] میں پچپن کنال وسیع قطعہ اراضی پر دو ہزار طلباء کیلئے تدریسی، رہائشی اور [illegible] عمارات کا مجوزہ نقشہ تیار ہو چکا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار نمازیوں کیلئے جامع مسجد ﴿عبداللہ ابن مسعود﴾ کے نام سے ایک وسیع اور خوبصورت مسجد بھی منصوبہ کا اہم حصہ ہے۔ سرسری جائزہ کے مطابق صرف مسجد پر (دو کروڑ) 2,00,00,000 روپے کی لاگت آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پاک نام لیکر اس منصوبہ پر کام شروع کیا گیا ہے۔

کیا معلوم ؟ کہ آپ جیسے درد دین رکھنے والے بے لوث خادم دین مسلمان کی حلال آمدنی میں سے کچھ حصہ اس کے لئے قبول ہو کر آخرت سنوارنے کا ذریعہ ثابت ہو۔ اس لئے آپ اس مقدس مشن میں اپنا حصہ نقد، سریا، سیمنٹ، باجری ریت یا عمارتی لکڑی کی شکل میں ڈال سکتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس اہم خدمت کیلئے قبول فرمائے۔ آمین

شعبہ نشر و اشاعت جامعہ عثمانیہ پشاور

صدائے عصر

مدارس عربیہ ذرائع خیر و برکت ہیں

الحمدللہ جامعہ عثمانیہ کے تیرہویں تعلیمی سال کے افتتاحی تقریب میں ہم شریک ہیں۔ رب کائنات اس افتتاح کو مبارک اور مقبول بنائے۔ جن طلبہ وطالبات کا داخلہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو قبولیت عطا فرمائے۔ ہمیں احساس ہے کہ داخلہ کے مراحل میں آپ لوگوں نے جو تکالیف اٹھائیں۔ یقیناً طبعی طور پر انسان ان تکالیف اور صعوبتوں کا سامنا نہیں کرتا۔ اور نہ انسان یہ چاہتا ہے کہ طالب علم بچہ ان مشکلات سے گزرے۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ جن طلبہ کی خواہش ہم رکھتے ہیں۔ ان تک پہنچنے کے لئے یہ مراحل طے کرنا ضروری ہے۔ اس میدان میں آپ کو اگر کوئی تکلیف یا درد پہنچا ہو تو یہ ہماری مجبوری تھی۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہر قدم اجر سے خالی نہیں ہوتا۔ ﴿ان اللہ لایضیع اجر المحسنین﴾

آپ لوگوں نے جامعہ عثمانیہ پر جو اعتماد کیا ہے۔ جس حسن ظن کا مظاہرہ کیا ہے۔ ہمارا یہ اقرار ہے کہ ہم اس کے اہل نہیں۔ تربیت کے حوالے سے ہم خود محتاج ہیں۔ علم کے اعتبار سے بھی کمزور ہیں۔ آپ کے حسن ظن کے مطابق اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ اور ہم سب دین کی وابستگی کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم دین کے طلبہ ہیں۔ دین سیکھنے کے لئے نکلے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مادہ پرستی کے اس دور اور عالمی حالات کے تناظر میں یہ ایک بڑی قربانی ہے۔ ایک طرف انسان کے اقتصادی حالات پیش نظر ہوتے ہیں۔ ایک طالب علم بچہ جب جوان ہوتا ہے تو والدین اور رشتہ داروں کی بہت سی امیدیں اس نوجوان سے وابستہ ہوتی ہیں۔ معاشرتی واقعات ایسے ہیں جن کی وجہ سے علمی طبقہ ہمیشہ تکالیف اور صعوبتوں

میں گرفتار رہتا ہے۔ ایسی صورتحال میں علم دین کا حصول ایک مشکل کام ہے۔ لیکن میں یہ بات بتاتا چلوں کہ علم دین کا حصول ضروری ہے۔ یہ انسان پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی مہربانی ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ ﴿من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین﴾

اللہ تعالیٰ جس شخص کے بارے میں خیر کا فیصلہ فرماتے ہیں تو اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں۔ کسی کے بارے میں یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے خیر کا ارادہ فرمایا ہے۔ ایک تاجر، ملازم یا دوکاندار خواہ جتنا بھی نیک آدمی ہو۔ اس کے بارے میں یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمایا ہے۔ اور اس نے جو قدم اٹھایا ہے یہ خیر کا قدم ہے۔ لیکن ایک طالب علم، جب علم دین کے حصول کے لئے نکل جائے تو اگر آدمی قسم کھا کر کہے کہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے خیر کا ارادہ کیا ہے۔ تو یہ شخص حانث نہیں ہوگا۔ کیونکہ طالب علم کے لئے خیر حدیث سے ثابت ہے۔ اسی حقیقت کی طرف قرآن پاک میں بھی اشارہ ہے۔ ﴿ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا وما یذکر الا اولوا الالباب﴾ یعنی جسے دین کی سمجھ دی گئی پس اسے خیر کثیر دی گئی۔

حکمت کے مختلف مصداقات اور تاویلات بیان کئے جا چکے ہیں۔ لیکن قرآن پاک کا اشارہ دین کے سمجھ کی طرف ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ فرماتے ہیں کہ حکمت سے مراد قرآن ہے۔ تو اللہ تعالیٰ جس کو قرآنی علوم عطا فرمائے یہ حکمت ہے۔ ﴿خیـــر﴾ خود اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ اور جب اس کے ساتھ ﴿کثیـــــر﴾ کی قید لگائی گئی۔ تو اس کا مرتبہ اور بھی بلند ہوا۔ اس (حکمت) کو بڑی خیر قرآن نے فرمایا ہے۔ حالانکہ زمین، سورج اور تمام کائنات کو قرآن پاک نے ﴿قلیل﴾ فرمایا ہے۔ ﴿قل متاع الدنیا قلیل﴾ الایۃ یہ سب تھوڑے ہیں۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ جب تمام دنیا قلیل ہے اور اللہ تعالیٰ نے دین کی سمجھ کو خیر کثیر فرمایا۔ تو اس تمام دنیا کے مقابلے میں اس کے خیر کثیر بننے کا احاطہ کرنا انسانی ظرف سے بالاتر ہے۔

پھر یہ دنیا کے عہدوں پر نظر نہیں جماتا۔ پھر یہ دنیا کے مال و دولت سے متاثر نہیں ہوتا۔ پھر کوئی بھی اس کے ضمیر کی قیمت نہیں لگا سکتا۔ کیونکہ اس شخص کو سمجھ عطا کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دین کے ساتھ اس کی نسبت اور تعلق پیدا ہوا ہے۔ لیکن قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

﴿وما یذکر الا اولو الالباب﴾

عام آدمی سے اگر کہا جائے کہ مبارک ہو۔ آپ کا بیٹا عالم اور فاضل بن گیا اگر سمجھدار آدمی ہو تو الحمدللہ کہے گا۔ اس کو بہت بڑا سرمایہ سمجھے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بچے کو علم عطا فرمایا۔ لیکن اگر ایک دنیادار آدمی ہو۔ اس کے دل میں علم کی عزت نہ ہو۔ تو وہ کہے گا کیا ہوا۔ بس ایک مولوی بن گیا یہ سوچتا ہے کہ اب یہ کہاں سے کھائے گا۔ بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ فضلاء بے روزگار ہیں۔ حالانکہ کوئی عالم بے روزگار نہیں ہوتا۔ علم دین کے حصول پر خوشی کے لئے عقل اور ہوش کی ضرورت ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ ﴿وما یذکر الا اولو الالباب﴾ اور نصیحت حاصل نہیں کرتے مگر عقلمند لوگ۔ دنیا میں عقلمند وہی لوگ ہیں۔ جو دین کے کام کو قیمتی جانیں۔

پیارے طالب علم بھائیو!

اللہ تعالیٰ نے آپ سب پر ایک خاص مہربانی کی ہے۔ کہ اس میدان میں آپ کو قبول فرمایا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ جو ابن ماجہ کے حوالہ سے مروی ہے۔ ﴿طوبی لعبد جعل اللہ مفتاحاً للخیر مغلاقا للشر﴾ اس بندے کی خوش قسمتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ خیر کے جاری ہونے کا اور شر کے بند ہونے کا ذریعہ بنادے۔ ﴿وویل لعبد جعل اللہ مفتاحاً للشر مغلاقاً للخیر﴾

اس شخص کے لئے ہلاکت ہے جس کو اللہ تعالیٰ شر کے جاری ہونے اور خیر کے بند ہونے کا ذریعہ بنادے۔ آج اگر معاشرہ پر نظر ڈالی جائے تو عالم ہی خیر کی چابی ہے۔ انہی مدارس سے خیر کی چابیاں اور شر کے لئے بندش نکلتے ہیں۔ یہی علماء ہیں جو لوگوں کو جائز و ناجائز اور حرام و حلال

بتلاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب میں اہلیت پیدا فرما کر ہم کو اپنے دین کی خدمت کے لئے قبول فرمائیں۔

آپ سب حضرات سے التماس ہے کہ دعاؤں میں جامعہ، اپنے اساتذہ اور جامعہ کے جملہ معاونین کو یاد رکھیں۔ بلکہ بہتر ہوگا کہ شب و روز میں کسی ایک وقت دو رکعات صلوۃ حاجت کا اہتمام ہو۔ جس کے ذریعہ جامعہ کے جملہ ضروریات پوری ہوسکیں۔ آپ حضرات کی بے لوث دعائیں ہی جامعہ کا گرانقدر سرمایہ ہے۔ ان ہی کے ذریعہ اس گلشن کی تروتازگی کو دوام ملے گی۔

حصول علم

علم کا حاصل کرنا عین
عبادت ہے
جس کے لئے نیت کی
درستگی خشت اول ہے
(قاضی ثناء اللہؒ)

اسلامائزیشن اور نظریہ ضرورت

مفتی ذاکر حسن نعمانی

پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے۔ تحریک پاکستان کے وقت ایک خوش کن نعرہ لگا پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ۔ درد دل رکھنے والے مسلمان بہت خوش ہوئے کہ ایک آزاد نظریاتی ملک جو مملکت خداداد پاکستان بن جائے گا اور آزادی کے ساتھ مسلمانوں کی ایک نظریاتی مملکت ہوگی جس میں آزادی کے ساتھ قرآن وحدیث کے قانون کا نفاذ ہوگا۔ لوگوں نے اس کے بننے کے لئے ہر قسم کی قربانیاں دیں۔ شروع ہی سے آثار بتلا رہے تھے کہ یہ صرف ایک خوش کن نعرہ ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں اور 55 سال کے حالات اور واقعات نے تو بالکل ثابت کر دیا کہ پاکستان ایک آزاد نظریاتی ملک نہیں بلکہ غلام ملک ہے۔ اپنا کوئی نظریہ نہیں رکھتا۔ تحریک پاکستان کے وقت نعرہ لا الہ الا اللہ کا لگا تھا۔ یعنی سب سے مقدم کلمہ طیبہ والا نظریہ ہے۔ لیکن مشرف دور میں نعرہ لگا سب سے پہلے پاکستان۔ اس میں کوئی شک نہیں پاکستان ہوگا تو نظریہ بھی قائم رہے گا۔ لیکن جس نظریہ نے اس کو وجود بخشا ہے اس کے ساتھ بدعہدی اور غداری کیوں کی جا رہی ہے۔

آج تک کسی نظام کے اندر اسلام کے مطابق تبدیلی نہیں آئی۔ گورا انگریز نکلا اور اس کی کرسی پر کالا انگریز براجمان ہو گیا۔ جو آتا ہے اس بے وفا کرسی کے ساتھ چمٹ کر اللہ اور اس کے رسول کو بھول جاتا ہے۔ جب اللہ کی طرف سے آفت آتی ہے یا کسی مصیبت میں پھنس جاتے ہیں تو پھر اللہ اور اس کا رسول یاد آ جاتا ہے۔ یا اللہ یا رسول بے نظیر بے قصور کے نعرے بلند ہوتے ہیں۔ خدا کی اس دھرتی پر شیطانی راج قائم کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل شہباز شریف پاکستان آئے تو ائیر پورٹ سے فوراً واپس کر دیے گئے۔ کہنے لگے دھرتی کی مٹی چومنے دو۔ جس وقت دھرتی کی مٹی ان حکمرانوں کے پاؤں چومتی ہے۔ اس وقت ان کو نہ دھرتی یاد ہوتی ہے اور نہ دھرتی کا خالق۔ ان حکمرانوں کے خدا بیزار رویوں نے رعایا کے ذہنوں کو سیکولر بنا دیا ہے۔ ایک الیکشن مہم کے دوران ایک صاحب سے بات ہوئی کہ نظریاتی ملک ہے۔ قومی اسمبلی میں اسلامائزیشن کے لئے علماء ہونے چاہئیں۔ تو کہنے لگا ہمیں روڈ، پل اور دیگر تعمیرات کی ضرورت ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ پاکستان بننے سے پہلے انگریز برصغیر میں حاکم تھا۔ وہ بڑی پختہ سڑکیں، پل اور عمارتیں بناتے تھے۔ آج تک ان کی تعمیرات اچھی حالت میں ہے۔ اگر کچھ عرصہ اور باقی رہتے تو شاید ملک کا نقشہ بدل جاتا۔ لوگوں کی تمام مادی ضرورتیں عمدہ طریقہ سے پوری ہو جاتیں۔ لیکن آپ کے لیڈر خان عبدالغفار خان اور دیگر راہنمایان قوم انگریز کے پیچھے پڑ گئے کہ نکلو ہمارے ملک سے۔ آپ غاصب اور قابض ہیں۔

ہمیں اپنے اسلامی نظریہ کے تحت حکومت کرنے دو۔ آج آپ نظریہ کے بجائے مادی باتیں کر رہے ہیں تو وہ صاحب خاموش ہو گئے اس کا یہ مطلب نہیں کہ علماء تعمیر و ترقی کے مخالف ہیں بلکہ مادی ترقی دوسرے نمبر پر ہے۔ اول نمبر پر فکر معاد کے تحت ملک کو اسلامی نظریہ کے مطابق چلانا ہوگا۔ ایک اسلامی مدرسہ میں پڑھا رہا تھا کہ اجمل خٹک صاحب اور اس کے کچھ ساتھی نئے الیکشن کی تیاری کی خاطر مدرسہ پہنچ گئے اس مدرسہ کے ناظم صاحب جو وزارت خارجہ میں بیرون ملک اعلیٰ عہدوں پر رہ چکا تھا اسکے ساتھ اسلامی انداز میں جناب اجمل خٹک صاحب نے گفتگو شروع کی۔ میں ان کی باتیں سن رہا تھا۔ میں نے کہا جناب آپ کے منشور میں اگر اتفاقی طور پر بھی صرف ایک مرتبہ لفظ اللہ آیا ہو تو بتلا دیں۔ کہنے لگے نہیں آپ منشور دیکھیں۔ ادھر ادھر کی ہانکنے لگے۔ میں نے پوچھا آئی جی آئی کی حکومت میں آپ نے اسلام کے لئے کیا کیا۔ تو کہنے لگے اسلام کے لئے سب متفق نہیں ہوتے۔ میں نے کہا آپ کی حکومت اتفاق والی تھی یا اس کے ساتھ حزب اختلاف بھی تھا۔ اپنی حکومت کے لئے تو سب کا اتفاق ضروری نہیں۔ باوجود حزب اختلاف کے اپنے منشور کے مطابق حکومت کرتے ہیں۔ اپوزیشن والوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ لیکن جب بات اسلام کی آتی ہے تو پھر سب کو سب کا اتفاق یاد آ جاتا ہے۔ بات اگر سچی اور حق

ہے تو اس کے لئے اتفاق نہیں ہمت اور قربانی کی ضرورت ہوتی ہے۔

اسلامی احکامات کے سامنے چونکہ ٹھہرنا بڑے دل گردے کی بات ہے۔ اس لئے حکمران ہر اسلامی بات کو ٹال دیتے ہیں۔ پھر میں نے خٹک صاحب سے کہا کہ آپ کس اتفاق کے انتظار میں ہیں۔ ابھی تک تو دنیا میں اکثر لوگوں نے اللہ کے وجود اور توحید پر اتفاق نہیں کیا۔ توحیدی کم ہیں اور مشرک اور منکرین وجود زیادہ ہیں۔ آپ کو جس اتفاق کا انتظار ہے۔ وہ قیامت تک آپ کو نہیں ملے گا۔ الغرض یہ سب حکمرانوں کے حیلے بہانے ہیں۔

اسلامائزیشن:۔

علماء جب اسلام کے لئے کوئی آواز اٹھاتے ہیں تو فوراً آوازیں کستے ہیں۔ ڈیک بجاتے ہیں۔ اسلام پر عمل نہ کرنا تو گناہ تھا۔ لیکن اسلام کا مذاق اڑانا اور اس کی راہ میں روڑے اٹکانا تو آدمی کو کفر کی طرف لے جاتا ہے۔ لیکن ذہن اتنے سیکولر بن گئے ہیں کہ کچھ پرواہ ہی نہیں۔ بھٹو مرحوم نے جب پنجاب میں سیلاب آیا تھا تو ایک جملہ کہا کہ فوج باقاعدہ مقابلہ کر رہی ہے۔ یہ ان کی ایک غلط تعبیر تھی۔ کوئی کفریہ جملہ نہ تھا لیکن لوگ اس کے پیچھے پڑ گئے کہ قدرتی آفات کا مقابلہ مشکل ہے۔ ان کے اس غلط تعبیر والے جملے پر جب غور کرتا ہوں تو آج کل کے حکمرانوں کے جملوں میں کفری احتمالات غالب نظر آتے ہیں۔ لیکن کوئی ان کا نوٹس نہیں لیتا۔ گویا اس گندھی اور بدبودار سیاست میں سب رنگین ہو گئے ہیں۔ اسلامی نقطہ نگاہ سے خطرناک جملوں کا کوئی نوٹس نہیں لیتا۔

علماء جب کوئی اسلامی نظریہ پیش کرتے ہیں تو کمیٹیاں بنتی ہیں بل بنتا ہے۔ پھر وہ پھر اسمبلیوں سے پاس ہونے کے انتظار میں ہوتا ہے۔ کبھی صدر کے پاس جاتا ہے۔ کبھی گورنر کے پاس۔ کوئی کہتا ہے کہ آئین کے خلاف ہے کوئی کہتا ہے۔ قانون کے خلاف ہے۔ اسی ٹال مٹول میں اسمبلی کی مدت پوری ہو جاتی ہے اور اسلامی بل اپنی موت آپ مر جاتا ہے۔ یہ خدا بے زار لوگ سوچتے نہیں کہ قیامت کے دن یہ اسلامی احکامات۔ جن کو عدالتوں نے ٹھکرایا۔ اسمبلیوں

نے ٹھکرایا۔ ان کا مذاق اڑایا گیا۔ صدر اور گورنر کی رکاوٹیں سامنے آئیں۔ جب اللہ کے دربار میں فریاد لے کر حاضر ہوں گے تو یہ لوگ کیا جواب دیں گے اور پھر خود کو مسلمان بھی کہتے ہیں۔ نام مسلمان کا اور کام کفر اور شیطان کا۔

لطیفہ۔

ایک بادشاہ نے قانون بنایا تھا کہ اگر کسی نے خطاء کسی کی بیوی کو قتل کر دیا تو قاتل کی بیوی اس کے بدلے مقتولہ عورت کے خاوند کو دلوائی جائے گی۔ اتفاقاً بادشاہ شکار کے لئے نکلا تیر چلایا غلطی سے ایک صاحب کی بیوی کو لگا اور وہ مر گئی۔ اب قانون کے مطابق بادشاہ کی بیوی کو اس مقتولہ کے خاوند کی بیوی بننا پڑتا تھا۔ لیکن بادشاہ اس کے لئے کہاں تیار تھا۔ مشورہ کیا۔ وزراء نے کہا بادشاہ سلامت فیصلہ کی تاریخیں بدلتے رہو۔ اور فیصلہ کو خوب طول دو۔ جب مقتولہ کا خاوند مر جائے تو پھر صحیح فیصلہ سنا دیں گے۔ جب وہ شخص مر گیا۔ کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ قانون کے مطابق بادشاہ کی بیوی اس شخص کے پاس جائے گی۔ لیکن چونکہ وہ موجود نہیں لہذا ملکہ اب بھی بادشاہ کی ملکہ اور بیوی رہے گی۔

اسلامائزیشن کی رکاوٹیں۔(۱) دغاباز حکمران

سب سے بڑی رکاوٹ وہ لوگ ہیں جو وقتاً فوقتاً اقتدار کی کرسیاں سنبھالتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کو بھول جاتے ہیں۔ اور بظاہر ملک وقوم کے سامنے اسلامی وعدے کرتے ہیں کہ اپوزیشن کام کرنے نہیں دیتی۔ اپنی حکومت کرتے ہیں۔ لیکن اسلام کے لئے اپوزیشن کام کرنے نہیں دیتی۔ اپنی حکومت کرتے ہیں لیکن اسلام کے لئے اپوزیشن کا بہانہ بن جاتا ہے۔ اکثر کا ذہن سیکولر ہوتا ہے۔ اسلام سے ڈرتے ہیں۔ اور سمجھتے بھی نہیں۔ اور سمجھانے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔

(۲) عدالتی نظام

موجودہ عدالتی نظام، وکلاء اور ججز بہت بڑی رکاوٹ ہیں- ان پر بڑا خوف طاری ہو جاتا ہے کہ ہمارا پیشہ ٹھپ ہو کر رہ جائے گا- اپنی عدالتوں میں قرآن و حدیث کے خلاف فیصلے کرتے ہیں- کئی کئی جھوٹ ملا کر اس سے سچ نکالتے ہیں- اپنی عدالتوں سے کئی شیطان مجرم بن کر آتے ہیں- باہر نکلتے ہیں تو فرشتے بن جاتے ہیں- عدالت ہے لیکن عدل نہیں- بڑے بڑے قومی مجرم انہی عدالتوں میں دوسروں کے کندھے پر سوار ہو کر وکٹری کا نشان بناتے ہیں- آفتاب شیر پاؤ پر چوری، غبن اور فراڈ کے بڑے بڑے کیس تھے- باوجود ان جرائم کے انہی عدالتوں نے ان کو پاک کر کے دوبارہ ملک کی تقدیر ان کے حوالہ کر دی- اور چراغ ان کا انتخابی نشان تھا- دزدے چہ دلاور است چراغے در کفے دارد -چور کتنا جرات مند ہے چوری کے لئے آیا ہے اور ساتھ اپنا چراغ بھی لایا ہے- اگر یہی عدالتیں، جج اور وکلاء ہڑتال کر دیں کہ آج کے بعد ہم قرآن و حدیث کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کریں گے تو حکومت ان کے سامنے گھٹنے ٹیک دے گی- ان کی ہڑتال بہت مؤثر ہے-

(۳) نام نہاد دینی دانشور

ہمارے ملک میں ایسے لوگ بھی ہیں جو قرآن و حدیث کو نہیں سمجھتے -لیکن خود کو بڑے سکالر سمجھتے ہیں- اپنی تقریروں اور تحریروں میں اسلام کے خلاف زہر پھیلاتے ہیں- خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں- ان کے پاس بھڑ پکڑنے کا منتر نہیں ہوتا اور اژدھے کو پکڑنے کی کوشش کرتے ہیں- قرآن و حدیث کی ابجد سے ناواقف قرآن و حدیث کی طرف بڑھے تو نتیجہ بڑا خطرناک ہوگا- ایسے نام نہاد دینی دانشور اسلامائزیشن میں بڑے روڑے اٹکاتے ہیں- مثلاً صوبہ سرحد میں حسبہ بل پر ایسے لوگوں کی طرف سے بظاہر بڑے بڑے اعتراضات سامنے آ رہے ہیں- اگر غور کیا جائے تو اعتراضات کی حقیقت کچھ بھی نہیں ہوتی- یہ

بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ لوگ خود کو اسلامی سکالر بھی کہتے ہیں اور اسلامائزیشن کے عمل میں رکاوٹ بھی ڈالتے ہیں-

(۴) آئین اور قانون

ایک طرف تو دعویٰ ہے کہ پاکستان میں سپریم لاء قرآن و حدیث ہے- کوئی قانون قرآن و حدیث کے خلاف نہیں بنے گا- لیکن دوسری طرف اسلام کی کوئی بات مثلاً حسبہ بل سامنے آتی ہے- تو سب شور مچانا شروع کر دیتے ہیں کہ آئین اور قانون کے خلاف ہے- آپ خود سوچیں کہ پاکستان میں اسلامائزیشن کا عمل آئین اور قانون کے دائرہ میں بند ہے- اس سے نکل نہیں سکتا تو اسلام کیسے ثمر آور ہوگا- اسلام تو خود ایک ایسا دائرہ ہے جو کسی دائرہ کو قبول نہیں کرتا- شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں- فک کل نظام- اسلامائزیشن کے عمل سے قبل تمام نظاموں کی بیخ کنی ضروری ہے- موجودہ آئین اور قانون اگر رکاوٹ بنتا ہے تو اس کو بھی جڑ بن سے اکھاڑنا ہوگا- اگر کسی کھیت میں کوئی اعلیٰ تخم کی بوائی چاہیے تو اول کھیت کو کانٹے دار بوٹیوں، اور پتھروں وغیرہ سے صاف کر کے ہل چلانا ہوگا- پھر گوڈی اور سیرابی ہوگی تب کہیں جا کر بیج اُگے گا- اگر کوئی کہے کہ کھیت صاف کرنا آئین اور قانون کے خلاف ہے- اگر کچھ بونا ہے تو اس طرح تخم ریزی کرو تو یہ فضول ہے ویسے بھی تخم کا ضیاع ہے- جب تک ہم اسلامائزیشن کے لئے آئین اور قانون کی رعایت رکھیں گے تو یہ عمل کبھی بھی آگے نہیں بڑھے گا- جب ملک میں فوجی حکمران اقتدار سنبھالتا ہے- مارشل لاء لگتا ہے تو نہ آئین رکاوٹ بنتا ہے، نہ قانون- نہ عدالتیں- نہ دانشور اور صحافی

سب ابن الوقت بن کر چڑھتے سورج کی پوجا شروع کر دیتے ہیں- اس عمل میں شیخ رشید ایک نمبر پر ہے- پھر ان لوگوں کو نہ مذہب اور عقیدہ کا پاس ہوتا ہے- نہ ملک و ملت کا مفاد- صرف اپنے گھٹیا مفادات کے تحت سب بہ یک آواز نظریہ ضرورت کے تحت مارشل لاء کے جواز کا علم بلند کر دیتے ہیں- ڈکٹیٹر شپ کو عین جمہوریت کہتے ہیں- فوجی حکمرانوں کی تعریف میں ہر

وقت رطب اللسان رہتے ہیں- عدالت سے فتوی صادر ہوتا ہے کہ نظریہ ضرورت کے تحت مارشل لا لگانا صحیح ہے- اور یہ فوجی اقدام وقت کی ضرورت تھی- حالات کا تقاضہ تھا- لہذا عدالت فیصلہ کرتی ہے کہ مارشل لاء جائز ہے- یہی وجہ ہے کہ سیاسی لیڈروں سے فوجیوں نے ملک میں زیادہ حکومت کی ہے اور کر رہے ہیں- اب تو جی ایچ کیو اسلام آباد میں بن رہا ہے- گویا اب آرمی مستقبل کا ہمیشہ والا حکمران ہے- بقیہ نام نہاد اور ابن الوقت لیڈر برائے نام جمہوری حکومت کریں گے-

اگر اسلامائزیشن کا عمل آئین اور قانون کے خلاف ہے تو کم از کم اس کو بھی نظریہ ضرورت کے تحت آگے بڑھانا چاہیے- کیونکہ اسلام کی تو ہر وقت سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے- حالات ہر وقت اس بات کے متقاضی ہوتے ہیں کہ اسلامی فطری قانون سامنے آئے اور ملک وملت کی بھنور میں پھنسی ہوئی اور ڈولتی کشتی کو کنارے لگائے- تمام نظاموں اور قوانین کا لوگ مزہ چکھ چکے ہیں- لیکن اسلامی احکامات اور قانون کا پائیدار اور مزیدار ذائقہ ابھی نہیں چکھا- اسلامائزیشن کے عمل کو قبول نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ لوگ ذہنی طور پر تیار نہیں- کمزور معدے والا مریض قوی غذا ہضم نہیں کر سکتا- جب معدہ قوی ہو جائے تو ہر قسم کی خوراک کو چاہتا ہے اور ہضم بھی کرتا ہے-

ضیاء الحق مرحوم نے فرمان جاری کیا کہ بنک میں جمع شدہ رقم سے زکواۃ کٹے گی تو بعض نے لکھ کر دے دیا کہ میں شیعہ ہوں- بعض نے کہا کہ میں قادیانی ہوں- صدر غلام اسحاق نے قتل خطا (ایکسیڈنٹ) کی دیت کے لئے صدارتی آرڈیننس جاری کیا تو ٹرک ڈرائیوروں نے اس آرڈیننس کے خلاف ہڑتال کر دی- حضرت جی مولانا یوسف فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کے دلوں پر محنت کرو- پہلے ان کے دلوں میں احکامات کی تخم ریزی کرو- تو یہ بیج بار آور ہوگا- ورنہ کمزور معدہ والے کی طرح ان کو ان قوانین کی الٹیاں لگیں گی-

ترغیب وترہیب کے ساتھ لوگوں کی ذہن سازی اور اصلاح بہت ضروری ہے- اسلامی

نظام کی بنیاد اصلاحی نظام ہے- اسلامی نظام کی کوششیں ہو رہی ہیں لیکن اصلاحی پروگرام سرے سے مفقود ہے- اگر اچھے سے اچھا نظام مفسدین اشرار اور غیر اصلاح یافتہ حضرات کے سپرد کیا جائے تو اس کو فیل کر دیں گے- سودی نظام کے خاتمہ میں دیگر رکاوٹوں کے علاوہ ایک رکاوٹ امانت ودیانت کا فقدان ہے- کیونکہ اسلامی بنکاری میں امانت ودیانت بنیادی عناصر ہیں- اسی طرح اسلامائزیشن کے عمل کو آگے بڑھانے کے لئے ہر سطح پر اصلاحی نظام کی ترویج بہت ضروری ہے-

دعوت

دعوت الی اللہ کے دو بازو ہیں

(۱) امر بالمعروف

(۲) نہی عن المنکر

(سلطان صلاح الدین ایوبی ؒ)

دنیا کی موجودہ کشمکش اور اس کا علاج

مولانا ابوالحسن علی ندوی

ہمت شکن تجربے:۔

اس وقت دنیا کی تقسیمیں بڑی بے رحم ہیں۔ پہلے سلطنتوں اور قوموں نے ملکوں کو بانٹا تھا، مگر اب سیاسی تحریکوں نے قوموں اور ملکوں کو بانٹ دیا ہے۔ مذہب کی آڑ میں ایسے فتنے نہیں تھے، جتنے آج کی مہذب دنیا اور جمہوری دور میں نظر آ رہے ہیں۔ آج کے سیاسی پلیٹ فارم لوگوں کو جدا کرنے کے لئے یا اپنے گروپ بڑھانے کے لئے مخصوص ہیں۔ لیکن اب بھی بے غرضی سے پکارا جاتا ہے تو لوگ اب بھی جواب دینے کو تیار ہیں۔ ابھی اس کا امکان ہے کہ سیاسی پلیٹ فارم کے علاوہ بھی لوگ جمع ہو جائیں، ہم نے خالص انسانی مسئلوں پر غور کرنے کی دعوت دی، ہمارا دل بہت خوش ہے کہ آپ نے دعوت قبول کی، آپ کا سیاسی تحریکوں سے گھبرانا تعجب نہیں، انسان اپنے تجربوں ہی سے نتیجے نکالتا ہے، آدمی بار بار جن چیزوں سے فائدہ ہوتے دیکھتا ہے، اس سے فائدہ اٹھاتا ہے، آج اغراض کے لئے جمع کرنے کی عادت ہے، آپ ہم پر بھروسہ کریں، ہم کسی پارٹی کے ماؤتھ پیس (MOUTH PIECE) یا اسپیکر نہیں ہیں۔ ہمارے سامنے خالص انسانیت کا مسئلہ ہے۔

اقتدار کی ہوس:۔

اس وقت کا انسان اصل بگاڑ سے آنکھیں بند کر کے کہتا ہے کہ سب ٹھیک ہو رہا ہے، لیکن میرے اہتمام سے ہونا چاہئے، جو کچھ ہو میری نگرانی اور چودھراہٹ میں ہو، بداخلاقی، بے مروتی، چور بازاری، دولت سمیٹنے کی ہوس سب ٹھیک ہے لیکن اس کی تولیت ہمارے سپرد ہو تو خوب ہے، آج سب کے دل کی خواہش یہی ہے اور جب بھی کسی کے ہاتھ میں انتظام آیا ہے تو اس نے

الٹ پھیر کر وہی نظام قائم رکھا اور تھوڑی ترمیم کے بعد بات وہیں رہی جہاں تھی، بگاڑ کے سمجھنے میں مختلف پارٹیوں میں کچھ زیادہ بنیادی اختلاف نہیں، کوئی نہیں کہتا کہ وہ سب کچھ جو ہو رہا ہے، نہیں ہونا چاہئے بلکہ سب کا کہنا یہ ہے کہ جو ہو رہا ہے، ہمارے ماتحت اور ہماری سرپرستی میں ہونا چاہئے گویا اس پر اعتراض نہیں کہ کارخانہ غلط ہے بلکہ اس پر غصہ ہے کہ ہمارا سایہ اس کے سر پر نہیں۔

عالمی جنگوں کی حقیقت:۔

دنیا کی بڑی جنگیں اسی بنیاد پر لڑی گئیں، فرانس، انگلستان، جرمنی، روس امریکہ وغیرہ سب اسی جذبہ کو لیکر اٹھے، انہوں نے لفظوں کو آڑ بنا کر یہ مطالبہ کیا کہ نوآبادیات (COLONIES) کا انتظام دوسروں کے سپرد کیوں ہے اور دوسری قوم ہمیشہ کیوں حاوی رہے، انسانیت کے درد سے بیقرار ہو کر ان میں سے کوئی نہیں اٹھا تھا۔ ان میں کوئی حضرت مسیح کا مذہب جاری کرنے اور دنیا کے ساتھ انصاف کرنے، فسق و فجور اور ظلم و زیادتی مٹانے نہیں اٹھا تھا، نہ انگریز نہ جرمن نہ روس نہ امریکہ، انہیں اچھے برے، ظلم و انصاف، حق و باطل سے کچھ بحث نہ تھی، شاید کہ انہوں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ ہم دنیا کو صحیح نظام زندگی دیں گے اور انسانیت کی خدمت کریں گے، ان کے پیش نظر یہ تھا کہ ہم لوگ سونے چاندی کی گنگا بہائیں گے اور ملکوں کے ذخیرے اور دولتوں سے فائدہ اٹھائیں گے۔

انسانیت کے مجرم:۔

وہ دنیا پر اپنی اجارہ داری (MONO POLY) قائم کرنا چاہتے تھے، یہ سب ایک نظام زندگی پر ایمان لائے تھے کہ تمام دنیا کو پامال کر کے انسانوں کی لاشوں پر عیش و عشرت کی محفل جمائیں گے اور آدمیت کے ملبے پر اپنی قومی شوکت کا محل بنائیں گے، سب ترستے ہوئے ندیدے حضرات نے جو کہ خواہشات کے غلام شراب، جوا، قمار باز، خدا کو بھولے ہوئے، فطرت صحیح کے

خلاف بغاوت کرنے والے تھے، دل رحم سے خالی، انسانیت کے درد سے عاری، انہیں کے نقش قدم پر آج قوم اور ملک، ذاتیں اور برادریاں، سیاسی پارٹیاں، قومی ادارے اور قوم پرست تحریکیں چل رہی ہیں، سب کا جذبہ یہ ہے کہ ہم اور ہمارے رفیق اور ساتھی اور عزیز واحباب موج کریں وہ موجودہ حالت کو Accept کر لیتے ہیں۔ ان کو صورت حال سے کوئی اختلاف نہیں، صرف ان لوگوں سے اختلاف ہے جن کے ہاتھ میں باگ ڈور ہے وہ دنیا بدلنا نہیں چاہتے صرف اس کی امامت وقیادت (LEADER SHIP) بدلنا چاہتے ہیں ان کی کوشش صرف یہ ہے کہ دوسروں کی جگہ ہم آجائیں، آپ کے یہاں مقامی انتخابات ہوتے ہیں، ڈسٹرک بورڈ، میونسپلٹی، ٹاون ایریا وغیرہ کے نئے انتخابات میں نئے نئے لوگ آتے ہیں، لیکن کیا کوئی ذہنیت، نیا اصول زندگی، نیا جذبہ خدمت اور نیا جذبہ اصلاح لیکر آتا ہے، کیا کوئی نیا بورڈ نئی کمیٹی، بداخلاقیوں کی روک تھام کرتی ہے، انسانوں کی بے لاگ خدمت کرتی ہے۔ ہم تو یہ جانتے ہیں کہ یہ سب ایک ہی ذہن ایک ہی اصول زندگی اور ایک ہی جذبہ لیکر آتے ہیں، اسی کا نتیجہ ہے کہ صورتحال میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، زندگی کی خرابیاں اور سوسائٹی کے جھول جوں کے توں رہتے ہیں۔

زندگی کا نقشہ سرے سے غلط ہے:۔

اس کے برخلاف پیغمبر علیہ السلام کہتے ہیں کہ سرے سے زندگی کا نقشہ ہی غلط ہے۔ اسے ادھیڑ کر پھر سے بناؤ اس میں پھر سے رنگ بھرو، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے ایک شیروانی سلی سلائی لے لی وہ اس کے جسم پر چست نہیں ہوتی، وہ اس کو ادھر ادھر سے کترتا ہے، کھینچتا ہے، پیغمبر کہتے ہیں کہ یہ بخئے غلط لگ گئے ہیں۔ جب تک یہ بخئے رہیں گے۔ اس میں جھول ہی جھول رہیں گے اسے ادھیڑ کر پھر سے بناؤ۔

سیاسی رشوت:۔

آج ساری دنیا نے انسان کو اپنی خواہشات میں آزاد مان لیا ہے۔ ان غلط خواہشات

خلاف جذبہ پیدا کرنے کے بجائے آج ساری پارٹیاں اسے رشوت دے رہی ہیں، ...شات کی رشوت، اخلاقی رشوت اور ایک دوسرے سے بڑھ کر کہہ رہی ہیں کہ ہمارے ہاتھ ...نظام حکومت آ گیا تو ہم تمہاری خواہشات کو پورا کریں گے اور تم کو عیش وترقی کا پورا پورا موقع ...یں گے، اگر اپنی خواہشات کی تکمیل اور آزادی چاہتے ہو تو ہمیں ووٹ دو، آج ہر ایک یہ کہہ رہا ...ہے کہ ہم اقتدار پا کر تمہارے تعیشات میں اضافہ کریں گے، تمہارا معیار زندگی اونچا کریں گے، گویا ...کہ انہوں نے مٹھائیاں دے کر بچوں کی عادت بگاڑ دی، انہوں نے ان کو مٹھائیوں پر لگا دیا، دنیا ...کے انسان بچہ ہیں، پارٹیاں اور حکومتیں انہیں خواہشات کی ہوا دے رہی ہیں، اور ان کی عادتیں ...بگڑتی جا رہی ہیں، انسان کا حال یہ ہے کہ جتنا اسے دیے جاؤ وہ اور مانگتا جاتا ہے، فلم آتے ہیں تو ...اس کی ہوس اور بڑھتی ہے۔ یہ اور زیادہ ہیجان (EXCITEMENT) چاہتا ہے۔ اور زیادہ ...عریاں تصویریں مانگتا ہے، یہ دنیا کے انسانی خواہشات پر لگام نہیں لگاتے بلکہ ان کی ہوس کے مطابق دیے جاتے ہیں۔

پیغمبروں کا طریقہ:۔

پیغمبروں کا یہ راستہ نہیں، وہ خواہشات میں اعتدال وتوازن پیدا کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہر شخص کی خواہش پورا کرنے کی کوشش غیر فطری ہے، پیغمبر کہتے ہیں کہ انسانوں کا چٹورپن خطرناک ہے، اس کو چھڑانا چاہیے چاہے بچہ کا دل برا ہو چاہے وہ کچھ دیر روئے اور مچلے، اس کو برداشت کرنا چاہیے اور صحیح راستہ پر لگانا چاہیے۔ یہ غلط فلسفہ ہے کہ خواہشات کو برک نہ لگایا جائے اور ان کو شہہ دی جاتی رہے، اور جب ان کا فساد ظاہر ہو جائے تو پھر حیرت سے دیکھا جائے اور شکایت کی جائے۔

بے لگام بازی:۔

سیاسی پارٹیوں کا نظام غلط ہے کہ اس زندگی کے نظام کو قبول کر لیا جائے، منہ زور گھوڑا،

Scanned with CamScanner

بے لگام اور غلط گھوڑا انسانیت کی کشتی کو روندتا چلا جا رہا ہے، آج تمام پارٹیاں، اس کا سائیکس بنا چکی ہیں، مقصد اور بے لگام گھوڑوں کی ریس ہے، کیا ان کے سامنے انسانی ضمیر کی کوئی قیمت ہے؟ انسانی ہمدردی کا کوئی جذبہ ہے؟ یورپ و امریکہ، ہمدردی اور مساوات کا نام لیتے ہیں، ان کی ہمدردی کے پیمانے ہم سب کو معلوم ہیں، ہمارے باہر سے ہمدردی کرنا چاہتے ہیں اور اندر وہی ہوس کا بھوت ہے، ظلم کے وہاں بڑے عجیب و غریب طریقے ہیں۔

عہدہ کا اہل کون؟

ہم کہتے ہیں کہ زندگی کا راستہ منزل سے بہت دور جا پڑا، جب تک خدا کا یقین (BELIEF) نہ پیدا کیا جائے، سدھار نہیں ہو سکتا، اس کے بغیر ہم ظالم کو مٹا اور ہمدرد نہیں بنا سکتے ہیں، اصل بات آپ کے سامنے نہیں آ گیا میں مطالعہ کے بعد کہتا ہوں کہ جب تک آپ یقین نہ پیدا کریں انسانیت کے اصل ماڈل (MODEL) تک نہیں پہنچ سکتے، اس کے اندر سے عزت و عہدہ کی محبت، دولت کی محبت نکال دیجئے اور ایثار و قربانی اور دوسروں کے لئے کھپنے کا جذبہ پیدا کیجئے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا کہ عہدہ اسے ملے گا جو اس کا خواہشمند نہ ہو یہ QUALIFICATION تھی، آج اس کے برخلاف بے حیائی سے خود اپنی قصیدہ خوانی کر کے حکومت بنائی جاتی ہے۔

صحابہ کرام اس سے بھاگتے تھے، حضرت عمرؓ معافی چاہتے ہیں کہ اس ذمہ داری کے بوجھ سے مجھے معاف رکھا جائے، انہیں مجبور کیا جاتا تھا کہ آپ دست بردار ہو گئے تو کون انتظام کرے گا، وہ جب تک کرتے تھے، تو اسے بڑی ذمہ داری اور بوجھ سمجھتے تھے اور جب سبکدوش ہوتے تو بڑا سکون (RELIEF) محسوس کرتے تھے، حضرت خالدؓ کو سپہ سالار اعظم (COMMONDER INCHIEF) بنایا گیا تھا، سب طرف ان کی دھاک بیٹھی تھی، عین محاذ پر ایک معمولی سا پرچہ مدینہ سے آتا ہے کہ خالد برطرف کئے جاتے ہیں۔ اور ان کی جگہ ابو عبیدہ مقرر کئے جاتے ہیں، تو ذرا بھی ملال نہیں ہوتا، بڑی فراخ دلی سے کہتے ہیں کہ اگر میں اس کام کو عبادت سمجھ کر کرتا تھا تو اب بھی انجام دوں گا اور اگر عمر کے لئے کرتا تھا تو کنارہ کش ہو جاؤں گا پھر لوگوں نے دیکھا کہ وہ اسی ذوق و شوق سے اپنے کام میں مشغول رہے، اور کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

عزت کی ہوس اور دولت کا بھوت:-

آج سیاسی پارٹی سے کسی کو الگ کر دیا جاتا ہے تو پہلے نکلنے کا نام نہیں لیتا۔ اڑا رہتا ہے، نکالا جاتا ہے، اور اگر الگ ہوتا ہے تو دوسری سیاسی پارٹی بنا لیتا ہے۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ عزت کی ہوس، دولت کا شوق اور بڑائی کا خیال دل و دماغ پر چھایا ہوا ہے، پس جب تک موجودہ زندگی کا سانچہ نہیں بدلتا۔ سدھار مشکل ہے۔ میں آپ کو صاف صاف زندگی کی حقیقتیں بتلا رہا ہوں، خدا کا خوف اور اس کی رضا کا شوق پیدا کیجئے۔ روحانی اخلاقی زندگی پیدا کیجئے۔ زندگی سے لطف اندوز ہونے کا شوق جو زندگی کا آئیڈیل بن گیا ہے اسے چھوڑیے۔

ضرورت اور خواہش:-

انسانی ضروریات کی فہرست بہت لمبی نہیں۔ فضولیات کی فہرست بہت لمبی ہے۔ سب نے اپنی بنیاد اس پر رکھی ہے کہ زندگی کے تعیش کو مقصود بنا لو، معدہ اور نفس کو معبود مان لو، خدا کو نہ مانو اس کی بالادستی کا انکار کرو، انسان کو ایک ترقی یافتہ جانور تسلیم کرو اور اس کی زیادہ سے زیادہ خواہشات کو پورا کرو، یہ سب اسی کا فساد ہے، جب تک یہ بنیاد باقی ہے، ہزار کوششوں کے باوجود سدھار ناممکن ہے، کسی شہر اور ملک کی تو کیا ایک میونسپلٹی کے رقبہ کی اصلاح بھی نہیں ہوگی۔

غلط اجزاء سے صحیح مجموعہ کیسے بن سکتا ہے:-

آج انسانی افراد اور سوسائٹی کے اجزاء خراب اور ناقص ہیں، غلط بنیادوں پر ان کا اٹھان ہوا ہے، اور غلط طریقہ پر ان کی تربیت اور نشو و نما ہوئی ہے نتیجہ یہ ہے کہ آج سارے انسانی مجموعے، خراب، ناقص اور کمزور ہیں، جماعتیں افراد سے بنتی ہیں، جب تک افراد درست اور صالح نہیں

ہوں گے، جماعتیں اور جماعتی کام کیسے درست ہو سکتے ہیں، افراد کا سوال چھیڑا جائے تو لوگ بڑ جاتے ہیں اور ناراض ہوتے ہیں اور اس مسئلہ کو ٹال دیا جاتا ہے ہیں۔ وہ اس خیال خام میں مبتلا ہیں کہ اجتماعی حالت میں یہ نقص خود بخود دور ہو جائے گا۔ عجب لطیفہ ہے کہ جب اینٹیں بھٹے سے نکلیں تو کہنے والے نے کہا کہ یہ ٹیڑھا ہے، یہ کھنگر ہے، یہ اینٹیں اچھی نہیں، یہ عمارت کا بوجھ نہیں اٹھا سکیں گی۔ آپ نے جواب دیا کہ بن جائے دو۔ وہ سب اینٹیں اچھی ہو جائیں گی، لیکن خراب اور ناقص اجزاء سے ایک اچھا مجموعہ کیسے تیار ہو سکتا ہے، بہت سے مہروں سے ایک اچھی باڈی کیسے بن سکتی ہے، خراب تختوں سے ایک اچھا جہاز کیسے بن سکتا ہے، ہم کہتے ہیں یونٹ (UNITS) خراب ہیں، مسالہ (MATERIAL) خراب ہے۔ اس سے اچھی باڈی کیسے بنے گی۔ اس سے اچھی میونسپلٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ کیسے بنے گا آج ساری دنیا میں یہی ہو رہا ہے، تو کوئی نہیں دیکھتا اور نتیجہ کو دیکھ کر کوفت ہے، کیا یہ نا سمجھی کی بات نہیں۔ پیغمبر تختے بناتے ہیں، یونٹ بناتے ہیں، اینٹیں بناتے ہیں، ان کی تعمیر پائیدار، صالح اور جاندار ہوتی ہے، وہاں دھوکہ نہیں ہوتا۔

آج تعلیم گاہوں میں بھی اس حقیقت کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ یقین اور اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کہیں نہیں کی جا رہی ہے، افراد کی تربیت کا انتظام کہیں نہیں، ہر جگہ سے غیر تربیت یافتہ افراد کی کھیپ کی کھیپ نکل رہی ہے۔ آج طالب علم ہر کام کر سکتا ہے، اس لئے کہ اس کی کوئی تبدیلی نہیں کی گئی میونسپلٹی میں کون لوگ ہیں، ڈسٹرکٹ بورڈ میں کون لوگ ہیں، سارے نظام پر اس طرح کے لوگ حاوی ہیں، انہیں کے ہاتھ میں زندگی کی باگیں ہیں، آج اکثر انسان انسان نہیں، انسان نما ہیں۔

خوف خدا کی اہمیت:-

حقیقت ظاہر ہو کر رہتی ہے، چاہے اس پر کتنا ملمع چڑھا دو، گدھے نے شیر کی کھال پہن لی تھی، لیکن جب خطرہ سامنے آیا تو ہیبت سے اپنی بولی بول دی، آج سب جگہ یہی ہو رہا ہے، اندر

کی چیز باہر آ رہی ہے آپ میں سے بہت سے بھائی انتھک کوشش کر رہے ہیں، آپ میں سے بہت سے مخلص ہیں، لیکن کیا کبھی آپ نے نیچے سے سدھار کی کوشش کی، لوگ پارٹی کے اقتدار کے پیچھے پڑے ہیں، لیکن کرنے کا کام یہ تھا کہ آدمیت کا احترام پیدا ہو، خدا کا خوف پیدا ہو۔

خدا کی بستی دکان نہیں ہے:-

خدا کی بستی کو دکان سمجھ لیا گیا، ہر ایک دوسرے سے گاہک سمجھ کر معاملہ کرتا ہے۔ یہ تاجرانہ ذہنیت تباہ کن ہے، آج سب طرف لینا ہی لینا عام ہے کہیں استاد شاگردوں کی کشمکش، کہیں مزدوروں اور کارخانہ داروں میں چپقلش، یہ سب کیوں؟ یہ سب اسی تاجرانہ ذہنیت کا نتیجہ ہے، پیغمبروں کا کہنا ہے کہ سب کے سب کا ایک دوسرے پر حق ہیں، اور سب کے ذمہ فرائض ہیں، فرائض ادا کرنے میں مستعد ہوں اور حقوق حاصل کرنے میں فراخ دل ہم یہی کہتے ہیں کہ آپ لوگ بھی یہی کرنے لگیں تو فضا بدلے گی زندگی کا لطف آئے گا، آج لوٹ، کھسوٹ کا بازار گرم ہے، ہر ایک کی نگاہ تجوری پر ہے، انسان کی مجبوری پر نہیں۔

ہمارا وجود ہر پارٹی سے زیادہ ضروری ہے:-

ہم اپنے پیغام کو ہر پارٹی کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ اور ہمارا وجود ہر پارٹی سے زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ ہمارا کام ہو گیا تو انسانیت کا مہکتا ہوا گلدستہ بنے گا۔ آج کانٹے پیدا ہو رہے ہیں۔ آج انسان عنقا ہے، ہم کہنے آئے ہیں کہ انسانیت کی بہار لاؤ، انسانیت کو نکھارو، آج انسانیت کے درخت سے کانٹے اور کسیلے پھل پیدا ہو رہے ہیں، آپ انسانیت کے میٹھے پھل پیدا کیجئے، ہم آپ کے کاموں میں روڑے اٹکانے نہیں آ رہے۔ ہم یہ کہنے آئے ہیں کہ انسانیت کی خبر لیجئے۔ ہم اس بگڑی ہوئی دنیا کے خلاف خلش پیدا کرنے آئے ہیں۔ کاش یہ چبھن پیدا ہو، یہ پیغمبروں کا کام ہے جسے ہم یاد دلانے آئے ہیں۔ کوئی دماغ تک رہ جاتا ہے، کوئی پیٹ تک پہنچ جاتا ہے، کوئی کپڑوں اور مکان میں اٹک کر رہ جاتا ہے، لیکن مذہب خدا کے یقین اور محبت کے ساتھ دل

میں اتر جاتا ہے، اور وہ آنکھوں کی کھٹک اور جلن دور کرتا ہے، آنکھوں کی سوئیاں نکالنا پیغمبروں ہی کا کام ہے، انہیں کی محنتوں سے دل کی پھانسیں نکلیں اور دلوں کو اطمینان ملا-

تمہاری حیثیت ایجنٹ یا ملازم کی نہیں داعی اور رہبر کی ہے:-

ہم مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تم نے پیغمبروں کے کام اور پیغام کی بڑی ناقدری کی، تم مجرم ہو، تم دراصل سرمایہ کو چھوڑ کر ذلیل سرمایہ داروں کے ایجنٹ بن گئے تم نے بھی تاجرانہ ذہنیت اپنالی اور بیوپاری بن گئے، تمہاری حیثیت بیوپاری اور ملازم کی نہیں تھی، تم یہاں داعی کی حیثیت سے آئے تھے، تم نے داعیانہ حیثیت اور اپنے آنے کا مقصد کھو دیا تم دعوت ومحبت کے پیام کے ساتھ جیتے تو عزت سے جیتے اور کامیاب وبامراد جیتے رہتے، اب تمہاری فلاح اسی میں ہے کہ اب تم اپنی کھوئی ہوئی حیثیت اختیار کرو، دنیا کی فلاح اس میں ہے کہ وہ پیغمبروں کے پیام کی قدر کرے، سیاسی پارٹیاں اور مختلف جماعتیں، قیادت کی جنگ اور غلبہ واقتدار کی کشمکش چھوڑ کر زندگی کے اس بگڑے ہوئے نقشہ کو بنانے کی کوشش کریں اور اپنے اور اپنے متعلقین اور دوستوں کے بجائے ساری انسانیت کی فکر کریں کہ اس کے سدھار کے بغیر کسی کو چین اور امن حاصل نہیں ہو سکا-

پارکنسونزم میں پیوند کاری کی شرعی حیثیت

مفتی ذاکر حسن نعمانی

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دیگر مادی ترقیوں کی طرح علم طب بھی بڑی تیزی کے ساتھ ترقی کر رہا ہے- علاج کے نئے نئے اور عجیب طریقے ایجاد ہو رہے ہیں- جن کو دیکھ اور سن کر عقل حیران رہ جاتی ہے- یہ تمام طریق ہائے علاج انسانی تجربات پر مبنی ہیں- اس میں کوئی شک نہیں کہ عقل عطیہ خداوندی ہے- اور اللہ کی طرف سے انسان پر حاکم ہے- شریعت نے تمام مادی میدانوں کی ترقی کو عقل، تجربات اور مشاہدات پر چھوڑ دیا ہے- اسی عقل اور انسانی شعور کی وجہ سے دنیا کی تمام اقوام ہر مکان اور ہر زمان میں زندگی بسر کرنے کے لئے کچھ قوانین اور ضوابط مقرر کرتے ہیں- یہی وجہ ہے کہ غیر مسلم اقوام کی زندگیوں میں معاشرتی، اخلاقی اور قانونی پابندیاں موجود ہیں- جن کی وجہ سے ان کی زندگی منظم اور مطمئن ہوتی ہے- یہ الگ بات ہے کہ ذکر اللہ سے اعراض کی وجہ سے بے چین اور پریشان ہیں- اور جب اپنے قواعد اور ضوابط کی خلاف ورزی دیکھتے ہیں تو اس کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں- اس لئے کہ پھر زندگی میں مشکلات کا سامنا کرنا ہوتا ہے- یہی وجہ ہے کہ کلوننگ کے ناقابل برداشت اثرات کے خلاف اول یورپ میں آواز اٹھی-

مسلم معاشرہ:-

اگر کسی معاشرہ کے لوگ مسلمان ہیں تو مذکورہ پابندیوں کے ساتھ شریعت کے بھی پابند ہو جاتے ہیں- ان کا حاکم صرف عقل نہیں بلکہ وحی الہی بھی ان کا حاکم ہے- ممکن ہے وحی الہی کی خلاف ورزی کے اثرات دنیا میں ظاہر نہ ہوں لیکن آخرت میں ضرور ظاہر ہوں گے-

مسلم معاشرہ کی معیشت، سیاست، طب اور سائنس معاد (آخرت) کے تابع ہے۔ جبکہ کفری معاشرہ کی معیشت، سیاست، طب اور سائنس میں آخرت کا کوئی تصور نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی سیاست میں جمہوریت کے نام پر سب کچھ جائز ہے۔ معیشت میں سود اور جوئے کی شکلوں کی بھرمار ہے۔ اسی طرح دیگر مادی میدانوں میں بھی شریعت کی خلاف ورزیاں عام ہیں۔ ہمارا مسلم معاشرہ امریکہ اور یورپ کی مادی ترقیوں سے مرعوب ہو کر اور سیکولرازم کے چکر میں پھنس کر ہر میدان میں ان کی نقل کرتا ہے۔ کفار اور اغیار کی طرح آخرت کا تصور آہستہ آہستہ ختم ہو رہا ہے۔

یہ مقالہ ایک بیماری اور اس کے عجیب طریقہ علاج پر مرتب ہونے والے اثرات کے بارے میں ہے۔ علاج کا یہ نیا طریقہ امریکہ میں ایجاد ہوا ہے۔ اور اس پر تجربات ہو رہے ہیں لیکن ابھی پوری کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔

پارکنسونزم (PARKINSONISM) اس بیماری کا نام پارکنسونزم ہے۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس بیماری کی تشخیص اور دریافت کرنے والے کا نام پارکنسن ہے۔ اس بیماری میں دماغ کا ایک حصہ (BASAL GANGLIA) کیمیائی مادوں کے تناسب میں توازن برقرار نہ رہنے کی وجہ سے متاثر ہو جاتا ہے۔ جس کے اثرات پورے بدن پر پڑتے ہیں۔ اس مرض کی تین علامتیں ہیں۔

(۱) بدن پر رعشہ طاری ہو جاتا ہے۔
(۲) پٹھے سخت ہو جاتے ہیں۔
(۳) پورے جسم کی حرکت ڈھیلی پڑ جاتی ہے۔

چونکہ اس بیماری کے علاج میں اسقاط حمل اور اس سے انتفاع تجویز کیا گیا ہے۔ اس لئے علاج کی وضاحت سے قبل بطور تمہید حاملہ کے پیٹ کے حمل کے مختلف مدارج ذکر کیے جاتے ہیں۔ رحم کے اندر جب عورت کا جرثومہ مرد کے جرثومہ کے ساتھ ملتا ہے تو پہلے ہفتہ میں اس کو

(FERTALIZED OVUM) کہتے ہیں۔ دو ہفتوں سے آٹھ ہفتوں تک نطفہ جو شکل اختیار کرتا ہے اس کو (EMBRYO) کہتے ہیں۔ اس مرحلہ میں جسم کا تمام نظام اور صورت مکمل ہو جاتی ہے۔ اگرچہ جسم کا سائز بہت چھوٹا ہوتا ہے۔ تیسرے مہینے سے پیدائش تک یہ بچہ رحم میں (FETUS) کہلاتا ہے۔ اس مرحلہ میں جسم کا سائز بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔

طریقہ علاج:

رحم کے اندر جب بچہ (FETUS) کے مرحلہ میں ہوتا ہے تو اس فیٹس یعنی بچہ کو ماں کے پیٹ سے نکال لیا جاتا ہے۔ (یعنی حمل ساقط کر لیا جاتا ہے) پھر اس بچے کے گردے کے ساتھ لگے ہوئے غدود کاٹ کر یا اس کے دماغ کا حصہ نکال کر مریض کے دماغ کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے۔ امریکہ سے ۱۹۹۵ء میں چھپنے والی کتاب میں اس بیماری کا طریقہ علاج لکھا ہے۔

Parkinsonsim

Surgical Implantation of Adrenal medullary or fetal substansia Nigra Tissue into the coudate nucleus has recently been reported to benefit some patients but other investigaters have failed to report such claim or have found little benefit and procedure is still being evaluated. Current medical diagnosis and treatment

Printed U.S.A. 1995 Page 827

ترجمہ:- عمل جراحی کے ذریعہ ایڈرینل میڈولہ (گردے کے اوپر غدود کا اندرونی حصہ) یا فیٹس (رحم کا بچہ) کے دماغ کا حصہ (جس کو سٹیشیہ نائگرا) کہتے ہیں کو مریض کے دماغ کے حصے جس کو (کاڈیٹ نیوکلس) کہتے ہیں، میں پیوندکاری کے ذریعہ جوڑ دیا جاتا ہے۔ اس عمل کو بعض مریضوں

پر آپریشن میں مفید پایا گیا۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ بعض دوسرے محققین ڈاکٹرز نے اس کو ناکام بتایا ہے۔اور اس عمل پر ابھی تجربات جاری ہیں۔تاکہ اس کی خوبیاں اور خرابیاں اچھی طرح ظاہر ہوسکیں۔

امریکہ میں اس پیوندکاری کے اثرات :۔

چند سال قبل بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں ایک طبی فقہی کانفرنس میں احقر نے پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت پر ایک مقالہ پیش کیا تھا۔شرکاء کانفرنس کو شفا انٹرنیشنل ہسپتال اسلام آباد والوں کی طرف سے ایک عشائیہ دیا گیا۔ہسپتال کی ڈائریکٹر نے خطبہ استقبالیہ میں امریکہ میں اس طریقہ علاج کے غلط اور برے اثرات بیان کئے۔

فرمایا امریکہ میں جب اس نئی قسم کی پیوندکاری کا چرچہ ہوا تو وہاں کے آزاد اور بے زار معاشرہ کی بے لگام لڑکیوں نے اپنے بوائے فرینڈز کے ساتھ جنسی ملاپ شروع کردیا۔حاملہ ہو جانے کے بعد جب حمل مطلوبہ مرحلہ (FETUS) تک پہنچ جاتا تو ہسپتال جا کر اپنا حمل ساقط کرادیتیں اور منہ مانگا معاوضہ بھی وصول کرتیں۔زنا، اسقاط حمل، ضیاع جان اور ناجائز معاوضوں کے دروازے یک بہ یک کھل گئے۔جس کی وجہ سے گورنمنٹ اور معاشرہ پریشان اور حیران ہو گیا۔

شرعی حیثیت :۔

حضورﷺ کا ارشاد ہے۔﴿لکل داء دواء الا الموت﴾ موت کے علاوہ ہر مرض کا علاج ہے۔حدیث میں ﴿یا عباداللہ تداووْ﴾ کا حکم بھی آیا ہے۔لیکن یہ حکم اباحت اور تخییر کے لئے ہے۔علاج ایک سنت طریقہ ہے۔فرض اور واجب نہیں۔علاج کا ترک کرنا نہ خودکشی ہے اور نہ گناہ بلکہ توکل کا اعلیٰ درجہ ہے۔اس لئے کہ علاج ایک ظنی سبب ہے۔مولانا رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں۔﴿وتوکل بترک ما غلب الظن بسببیتہ کترب الدواء ... مرض وھو اعلی مراتب التوکل ۔

فرماتے ہیں۔وبما قررنا ظھر لک ان تداویہ صلی اللہ علیہ وسلم لنفسہ او امرہ لغیرہ بذلک انما کان لبیان الجواز﴾ یعنی علاج کا صرف جواز ہے (الکوکب الدری ج ۲ ص ۳۱)

حضورﷺ کا ارشاد ہے۔لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق ۔علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔اسقاط الحمل جرام بالا جماع (فتاوی ابن تیمیہ ج ۴ ص ۲۱۷) ایک کی جان بچانے کے لئے دوسرے کی جان لینا منع ہے۔

ڈاکٹر کے لئے آپریشن سے قبل مریض یا اس کے ورثاء سے اجازت لینا ضروری ہے۔

امریکہ اور یورپ میں تو ناجائز حمل اور ناجائز بچوں کی بھرمار ہے ان کے لئے اس طریقہ علاج میں Fetus مہیا کرنا آسان ہے۔لیکن مسلم معاشرہ میں فیٹس مہیا کرنا بہت مشکل ہے۔حمل کا بچہ (فیٹس) نوے دن کے بعد مذکورہ طریقہ علاج کے لئے قابل اسقاط ہوتا ہے۔اگر فیٹس کو ۱۲۰ دن کے بعد ماں کے پیٹ سے نکالا جائے تو بالکل ناجائز ہے۔اگر ۱۲۰ دن سے قبل ہو تو بقول علامہ شامی کے ضرورت کے وقت جائز ہے لیکن اس ضرورت کا تعلق یا تو خود حاملہ کی ذات کے ساتھ ہوتا ہے یا اس کے شیر خوار بچے کے ساتھ جس کی پرورش ماں باپ کی ذمہ ضروری ہوتی ہے۔مثلاً اسقاط حمل کے بغیر عورت کی صحت بری طرح متاثر ہونے کا قوی امکان ہے۔یا ظہور حمل کے بعد ماں کا دودھ منقطع ہو جائے اور باپ اس بچے کو اجرت پر دودھ نہیں پلا سکتا۔پارکنسونزم کے مریض میں ایسی حاجت اور ضرورت موجود نہیں۔نہ کسی عورت کو اسقاط حمل کے لئے متعین کیا جا سکتا ہے۔نہ ڈاکٹر پر اس کا علاج لازم ہے کیونکہ مریض کی اجازت شرعاً ضروری ہے۔

شرعی ممانعت کے علاوہ طبعاً بھی کوئی عورت ایسے مریض کے لئے اپنا حمل ساقط کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتی ۔ہاں اگر اتفاقاً اور ضرورۃً کسی عورت کا (Fetus) ساقط ہو جائے تو پھر قدرے امکان ہے کہ کسی پارکنسونزم کے مریض کا علاج ہو سکے۔لیکن ایسے شاذ نادر اور اتفاقی حالات اور واقعات کی وجہ سے جواز کا راستہ تلاش کرنا صحیح نہیں۔اگر خدانخواستہ مسلم معاشرہ میں

بھی اس طریقہ علاج کو جواز کی راہ فراہم کر کے رواج دیا گیا تو ممکن ہے کہ یہاں بھی ذیل کے غلط اور برے اثرات سامنے آئیں۔

(۱) زنا بالرضا (۲) زنا بالجبر (۳) زنا بالعوض (۴) ناجائز اور بلاضرورت اسقاط حمل (۵) حمل کے ناجائز معاوضوں کا کاروبار وغیرہ۔ ایسے برے اثرات ہیں جن سے معاشرتی، اخلاقی، قانونی اور شرعی بلند اقدار کی پائمالی ہوتی ہے اس لئے یہ طریقہ علاج جواز کے دائرے سے باہر ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

علاج

حرام دوائی سے علاج شفا سے خالی ہے

(حکیم گوہر)

حضرت مولانا روح اللہ صاحب (المعروف) کشر میاں صاحب مازارہؒ

مولانا سید الامین انور

آج کل کے پر آشوب اور پرفتن دور میں دینی مآثر کے نقوش روز بروز مدھم پڑتے جا رہے ہیں۔ اور اشخاص سے گزر کر علمی نظریات تک کو گھن تک لگنا شروع ہو گیا۔ اگر ہم اپنے معتقدات اور ان کے سرچشموں پر ماحول کو اثر انداز ہونے کی اجازت دیتے رہے اور ہم نے اپنے بزرگوں کی دینی خدمات اور علمی کارناموں کا تحفظ نہ کیا اور بے حسی کی بدولت اپنے مشاہیر کو خود فراموش کر بیٹھے تو یہ امت کا بڑا نقصان ہوگا۔ جس کی تلافی کسی دور میں نہ ہو سکے گی۔ ایمان کے قلعے کی حفاظت اعاظم رجال کے ذکر کے بغیر ناکافی ہے۔

حضرت مولانا سید روح اللہ المعروف کشر میاں صاحبؒ کا ذکر بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ حضرت میاں صاحبؒ اسی دور کے ایک فقیہ، مفتی، دینی پیشوا، کہنہ مشق مدرس اور میدان سیاست کے بہترین شناور تھے۔

پیدائش :۔ حضرت میاں صاحبؒ ۱۹۰۱ء کو علاقہ دوآبہ کے مردم خیز گاؤں مازارہ میں مولانا سید احمد صاحب کے گھر اس دار فانی کو دیکھنے کے لئے تشریف لائے۔ حضرت میاں صاحب کا اپنا نام محمد روح اللہ تھا۔ لیکن بعد میں کشر میاں صاحب کے نام سے مشہور ہو گئے۔

تعلیم :۔ بچپن ہی سے میاں صاحبؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر سے شروع کی۔ اور فنون کی کتابوں کے لئے دور دور تک سفر کیے۔ علاقے میں مشہور اساتذہ سے کتابیں پڑھیں۔ بعد میں ضلع صوابی کے گاؤں زروبی میں شیخ الحدیث مفتی محمد فرید صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے والد جامع المعقول والمنقول حضرت حبیب اللہ صاحبؒ سے زروبی میں کتابیں پڑھنا شروع کیں۔

راقم الحروف نے کنز الدقائق حضرت میاں صاحبؒ سے پڑھی۔ تو دوران درس حضرت میاں صاحبؒ نے اپنے درس کنز کا ایک واقعہ سنایا۔ فرمایا کہ میں زروبی میں تھا۔ حضرت میاںؒ سے کنز پڑھ رہا تھا۔ لیکن بہت کم پڑھایا کرتے تھے۔ میں بمع اپنے ساتھی علاقے پنچھ گئے۔ وہاں آدھا صفحہ پڑھاتے تھے۔ واپس زروبی آتے اور معمول کے مطابق اسباق شروع کیا۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے ۱۹۳۳ء میں برصغیر کے عظیم یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند گئے۔ وہاں داخلہ لیا۔ دارالعلوم دیوبند میں بڑے بڑے اساتذہ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ دارالعلوم دیوبند میں حضرت مولانا ابراہیم بلیاویؒ سے سلم العلوم، حضرت میاں سید اصغر حسین صاحبؒ سے ہدایہ شیخ الادب، حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحبؒ سے نفحۃ العرب اور مقامات اور حضرت مفتی محمد شفیع سے نفحۃ الیمن پڑھی۔ دارالعلوم کے فیض یافتہ حضرات اپنے تمام اساتذہ کرام اور دارالعلوم سے غایت درجہ محبت رکھتے تھے۔ راقم الحروف کو ایک بار درس کے دوران حضرت میاں صاحبؒ نے فرمایا کہ دارالعلوم دیوبند کے تصویر والی کتاب میں میرے اساتذہ کرام کی درسگاہیں یہ ہیں۔ حضرت مفتی شفیعؒ کی درسگاہ پر انگشت شہادت رکھ کر فرمایا کہ یہ میرے استاد محترم کا کمرہ ہے اور یہ فلاں استاد کا۔ پھر عوارض کی بناء پر دوسرے بار دارالعلوم دیوبند نہ جاسکا۔ اور علاقے ہی میں فنون کی تکمیل اور علاقے کے مشہور محدث حضرت مولانا عبدالحق صاحب متھراویؒ (ضلع پشاور) سے مکمل دورہ حدیث پڑھا۔ حضرت میاں صاحب خود اپنی سند بیان کرتے ہیں کہ میں نے اجازت حضرت مولانا عبدالحق صاحب آف متھرا سے وہ شیخ احمد بن شیخ مولانا عبداللہ سکندر پوری ہزاروی سے اور وہ قاسم العلوم والخیرات محمد قاسم نانوتویؒ سے اجازت بیان کرتا ہے۔

اساتذهم بدور بل شموس

كمالة الحق اقبال الجنود

خدمات :- فراغت سے لیکر تقریباً آخری عمر تک دینی خدمات میں مشغول رہے۔ اپنی ہی جگہ دارالعلوم کی بنیاد ڈالی۔ بعد میں اپنے حجرے کو منتقل ہوئے۔ سینکڑوں طلباء ملک و بیرون یہاں

سے سیراب ہوئے۔ بڑے بڑے حضرات یہاں مادر علمی کے فیض یافتہ ہیں۔ بعد میں حضرت میاں صاحب انفرادی طور پر درس دیتے رہے۔ کئی عرصہ تک دارالعلوم نعمانیہ اتمانزئی ضلع چارسدہ میں شیخ الحدیث رہے اور آخری عمر میں نظر کی کمزوری کی وجہ سے درس نہ دیتے تھے۔ لیکن علاج کے بعد نظر میں قوت آنے کے بعد درس دیتے رہے۔ راقم الحروف چونکہ خاندانی روایت کو برقرار رکھ کر سب سے پہلے زانوئے تلمذ حضرت میاں صاحبؒ کے سامنے تہہ کر دیا۔ راقم الحروف اور چچا زاد بھائی مولانا سمیع الرحمان تقریباً آخری شاگرد ہے۔ راقم الحروف نے نحو میر، ہدایۃ النحو، مرقومات تک اور کنز الدقائق اور قدوری مکمل حضرت میاں صاحبؒ سے پڑھی اور اس کے بعد حضرت میاں صاحبؒ کمزوری کی وجہ سے درس سے معذور ہے۔

قضى العمر في درك العلوم ونشرها

ولو ينهها والمرء بالعلم يلذان

تصنیفی خدمات :- حضرت میاں صاحبؒ کی زندگی کا سب سے اہم کام اپنے اکابر کی عقیدے کی ترویج و اشاعت اور مسلک حق کا دفاع تھا۔ جو انہوں نے کٹھن اور نامساعد حالات میں بڑی کامیابی کے ساتھ سرانجام دیا۔ حضرت میاں صاحبؒ اپنے اکابر کے نقش قدم پر چل کر دین کے تقریباً تمام شعبوں میں خدمات انجام دیے۔ درس و تدریس میں کہنہ مشق استاد کی حیثیت سے نمایاں تھے۔ میدان سیاست کے بہترین شہسوار ہونے کے ساتھ اعلیٰ پایہ کے مصنف تھے۔ حضرت میاں صاحبؒ کی تصنیفات جو کہ بازار میں موجود ہیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) شرح قصیدہ بردہ شریف، مفیدہ حواشی کے ساتھ صرفی و نحوی تحقیق بھی زیب قرطاس ہے۔

(۲) قصص القرآن پشتو کتاب ہے (۳) دلیل الوارث علم میراث میں ہے (۴) سراج القرآن جو قرآن پاک کی تفسیر ہے۔ جو چھ پارے چھپ چکے ہیں اور باقی مخطوطہ ہے۔ (۵) تحفۃ العباد فی خطب الجمع والاعیاد (۶) شرح قصیدہ امالی (۷) تحفہ تعویذیہ شاہ عبدالغنی کی فارسی کتاب کا ترجمہ ہے۔

Scanned with CamScanner

اشاعوا العلم قرنا بعد قرن
وشادوا الدين كما القصر المشيد

سیاسی خدمات:- ابتداء ہی سے حضرت میاںؒ سیاسی تحریک سے وابستہ رہے۔ پہلے حضرت میاں صاحبؒ کانگریس میں رہے اور یہاں کے اکثر علماء بھی کانگریس کے حامی تھے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے نام ایک استفتاء بھی بھیجا۔ اس کا جواب حضرت مدنی کے مکتوبات جلد نمبر۳ میں بنام سید عبداللہ شاہ چونکہ حضرت میاں صاحبؒ کے بڑے بھائی تھے تو غلطی سے مشر میاں صاحب کا نام درج ہے۔ ورنہ یہ خط حضرت کشر میاں صاحبؒ نے بھیجا تھا جب پاکستان میں جمعیت العلماء اسلام کی بنیاد رکھی گئی تو ابتداء ہی سے آخری عمر تک جمعیت علماء اسلام میں رہے اور باقاعدہ اجلاسوں میں شرکت بھی کیا کرتے۔ راقم الحروف دوران طالب علمی ایک بار جمعیت علماء اسلام کے اجلاس میں حضرت میاں صاحبؒ کے ساتھ گیا تھا۔ اس اجلاس میں حضرت مولانا قاضی فضل اللہ صاحب مدظلہ بھی شریک تھے۔ حضرت میاں صاحبؒ بغیر خوف لومۃ لائم کے سیاست کے خارزار میدان کے شہسواری کا حق ادا کیا۔

خوف حاکم خوف عزت فخر و خوف جان
کو دیا سب فنائے خوف رب العالمین

اولاد:- حضرت میاں صاحبؒ چونکہ ایک علمی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور اولاد میں بھی اسی سلسلے کو چلنے دیا۔ حضرت میاں صاحبؒ کے دو صاحبزادے ہیں مولانا سید سعید اللہ جان صاحب مدظلہ اور جناب سید ذکی اللہ صاحب اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ حضرت میاں صاحبؒ کے بڑے صاحبزادہ حضرت مولانا سید سعید اللہ جان صاحب ابتدائی کتابوں سے لیکر آخر تک خود اپنے والد محترم سے پڑھی۔ سند الاجازۃ فی الحدیث بھی اپنے والد محترم سے حاصل کی۔ بعض کتابیں علاقے کے مشہور علماء سے پڑھی اور مولانا سید سعید اللہ جان چونکہ زیادہ تر پشاور یونیورسٹی سے

منسلک رہے تو ان کے اکابر اساتذہ میں شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد حضرت مولانا موصوف شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری سے منسلک رہے اور حضرت لاہوری ہی سے دورہ تفسیر پڑھی۔ مولانا موصوف بھی اپنے اکابر کے نقش قدم پر چل کر جمعیت علماء اسلام کے ساتھ وابستہ رہے اور گزشتہ انتخابات میں صوبائی اسمبلی کے الیکشن لڑنے کے لئے ان کا نام بھی تجویز کیا گیا۔ مگر مولانا نے معذرت کر لی۔ الغرض مولانا موصوف الولد سر لابیہ کے مصداق رہے۔

فانت كريم بن كريم ولم نجد
كريما معينا للذي الجار واعتدى

رحلت و جنازہ:- ۱۰ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ ۳۰ مئی بمطابق ۲۰۰۴ء بروز اتوار صبح کے وقت اپنے خالق حقیقی کو ملنے کیلئے ملک الموت کو باآسانی لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

يقولون مات الشيخ وشيخ لم يزل
بآثاره حيا وان غاب جثمان

اسی دن اتوار کے روز ۱۱ بجے نماز جنازہ کا وقت مقرر ہوا۔ جنازہ میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ جس میں علاقے دوآبہ و داودزئی کے عوام کے علاوہ کثیر تعداد میں علماء کرام موجود تھے۔ جنازہ میں قومی و صوبائی عوامی راہنما موجود تھے۔ حضرت مولانا صبیح الدین صاحب حق صاحب آف رجڑ نے نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے بعد علاقے کے ہر دلعزیز شخصیت حضرت مولانا مفتی عبداللہ شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ استاد الحدیث و مفتی دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ نے بیان فرمایا۔ بعد میں تدفین عمل ہوئی۔ اب اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہہ سکتے کہ

وارجو من الرحمن اضعاف رحمة
سلام و اكرام و عفو و غفران

مسلم ممالک میں خواندگی اور تعلیمی صورتحال

اوصاف احمد

موجودہ مسلم دنیا کا جائزہ لیا جائے تو دل ناامیدی سے بھر جاتا ہے۔ جس امت کا آغاز اقراء کے ولولہ انگیز حکم سے ہوا تھا آج اس کی کثیر تعداد ناخواندہ ہے۔ ادھر اکیسویں صدی میں زندگی نے ایسی کروٹ بدلی ہے کہ پڑھنے لکھنے کی بنیادی اہلیت کے بغیر مہذب زندگی کا تصو ناممکن ہے۔ جدول میں چند مسلم ممالک میں بالغ شرح خواندگی کی اعداد وشمار پیش کیے گئے ہیں۔

چند مسلم ممالک کی «بالغوں میں شرح خواندگی» (۲۰۰۰ء) ماخوذ از «ورلڈ ڈیولپمنٹ رپورٹ ۲۰۰۳» صفحہ ۲۴۲

ملک	شرح خواندگی بالغ۔ %
افغانستان	معلوم نہیں
بحرین	۱۲
برونئی	۸
گیمبیا	۶۳
عراق	۴۴
متحدہ عرب امارات	۲۴
لیبیا	۳۰
مالدیپ	۳
قطر	۱۹
صومالیہ	معلوم نہیں
سوڈان	۴۲

بالغ شرح خواندگی کا مفہوم یہ ہے کہ متعلقہ ملک کی آبادی میں ۱۵ سال سے زائد عمر کے افراد میں خواندہ افراد کا فیصد تناسب۔ جدول (۱) میں دیے گئے اعداد وشمار کی روشنی میں ذرا خیال فرمایئے کہ بحرین، برونئی اور قطر جیسے دولت ممالک میں یہ شرح بالترتیب ۱۲، ۱۸ اور ۱۹ فیصد ہے۔ متحدہ عرب امارات میں بھی یہ شرح ۲۴ فیصدی سے زائد نہیں ہے۔ یعنی ملک کی تقریباً تین چوتھائی آبادی ناخواندہ ہے۔ ان سے اچھے تو بعض غریب مسلم ممالک جیسے گامبیا اور سوڈان ہیں جہاں شرح خواندگی بالترتیب ۶۳ اور ۴۲ فیصدی ہے۔ اس صورتحال کا بنیادی سبب یہ ہے کہ مسلم ممالک میں عام طور پر ابتدائی، ثانوی اور اعلیٰ تعلیم پر قومی پیداوار کا کم سے کم تناسب خرچ کیا جاتا ہے۔

مزید اعداد وشمار اور تفصیلات میں گئے بغیر یہاں صرف اتنا عرض کرنا مقصد ہے کہ اگر اس صورتحال میں کوئی خوش آئند تبدیلی درکار ہو تو ہمیں علم واخلاق کے منبع اول، یعنی سیرت پاک ﷺ کی جانب رجوع کرنا ہوگا۔ ذرا خیال فرمایئے کہ اب سے ۱۵۰۰ سال قبل حضور ﷺ نے مدینہ میں حکم جاری فرمایا کہ جتنے لوگ مسلم ہوئے ہیں ان کے نام لکھو۔ چنانچہ مردم شماری کی گئی اور صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ اس فہرست میں پندرہ سو اشخاص کے نام لکھی گئے۔ غالباً یہ انسانی تاریخ کی پہلی مردم شماری تھی۔ خیال رہے کہ موجودہ مہذب دنیا میں پہلی مردم شماری امریکا میں ۱۷۷۰ء برطانیہ میں ۱۸۷۱ء اور برصغیر پاک وہند میں ۱۸۹۱ء میں ہوئی۔ مسلم دنیا میں اب بھی کئی ایسے ممالک موجود ہیں جہاں «مردم شماری» کا وجود ہی نہیں۔

تعلیم نسواں کے بارے میں اب بھی مسلم دنیا میں اکثر غیر ضروری بحث ومباحثے نظر آتے ہیں۔ کئی نام نہاد «اسلامی حکومتیں» مدارس نسواں کو بند کرنا عین اسلامی فعل خیال کرتی ہیں۔ اس ضمن میں رسول ﷺ کا طرز عمل ملاحظہ ہو۔

صحیح بخاری میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند عورتوں نے رسول ﷺ سے عرض کیا کہ مرد آپ ﷺ سے فائدہ اٹھانے میں آگے بڑھ سکتے ہیں۔ اس لئے آپ ﷺ اپنی طرف سے ہمارے لئے بھی کوئی دن مقرر فرمادیں۔ آپ ﷺ نے ان کی ملاقات

کے لئے ایک دن کا وعدہ فرمالیا - چنانچہ اس دن آپ ﷺ نے نصیحت فرمائی اور شریعت کے احکام بتائے-

اس موضوع پر ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے ابن اسحاق کے مغازی سے یہ عبارت نقل کی ہے-
﴿جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید کی کوئی عبارت نازل ہوتی تو آپؐ سب سے پہلے اسے مردوں کی جماعت میں تلاوت فرماتے پھر اس کے بعد اسی عورت کو عورتوں کی خصوصی محفل میں بھی سناتے﴾

یہ ان تعلیمات کا ہی نتیجہ تھا کہ قرون اولی اور قرون وسطی کے اسلامی معاشرے تعلیم یافتہ معاشرے تھے- بے شک ان تعلیمات نے ریاستی پالیسی کو بھی متاثر کیا لیکن اس سے بھی زیادہ مؤثر بات یہ تھی کہ ان تعلیمات نے انسانی دلوں میں جستجو کا وہ اضطراب پیدا کر دیا تھا جو علم وفکر کی بنیاد ہے- اس دعوے کے ثبوت میں کوئی خارجی دلیل یا اعداد وشمار تو دستیاب نہیں لیکن اس کا ایک داخلی ثبوت یہ ضرور ہے کہ عربی زبان جو زمانہ قبل اسلام میں صرف ایک شعری اور جذباتی زبان تھی، اموی عہد کے آتے آتے ایک علمی زبان بن گئی - یہاں تک کہ عباسی عہد میں اس کو بین الاقوامی زبان کا درجہ مل گیا- اس کی علمی فتوحات اس حد تک پہنچیں کہ اٹھارویں صدی تک ابن سینا کی القانون کا درس آکسفورڈ اور کیمبرج میں دیا جاتا تھا اور انیسویں صدی میں شاہ ولی اللہ دہلی میں بیٹھ کر حجۃ اللہ البالغہ عربی زبان میں تالیف فرماتے تھے-

مختصر یہ کہ سیرت رسول پاکؐ میں ہمارے عصری مسائل کے لئے رشد وہدایت موجود ہے- بشرطیکہ ہم یہ ہدایت حاصل کرنا چاہیں- (بشکریہ ماہنامہ﴿زندگی نو﴾)

اخبار الجامعہ

ابورضوان

تعلیمی سال نمبر ۱۳ کا آغاز:-

الحمد للہ جامعہ عثمانیہ اپنی ولادت کی ۱۲ سال احسن کارکردگی کے ساتھ مکمل کر کے تعلیمی سال نمبر ۱۳ میں اپنا مبارک قدم رکھا ہے- اس سال کا آغاز مدرسہ میں تعلیمی سرگرمی کے لئے نئے داخلے ساتھ ہوا-

مجلس تعلیمی کے آخری اجلاس میں تعلیمی سال نمبر ۱۳ کے لئے داخلے کے نظام الاوقات کا اعلان کیا گیا تھا - کہ درس نظامی (بنین) میں جدید طلباء کے لئے تاریخ داخلہ ۲۲ نومبر ۲۰۰۴ء بمطابق ۸ شوال المکرم ۱۴۲۵ھ ہوگی - چونکہ حسب تاریخ مقررہ قدیم طلباء نے داخلوں کی تجدید کی - اور جدید طلباء نے فارم داخلہ لیکر ۲۴ نومبر ۲۰۰۴ء کو تحریری امتحان میں شریک ہوگئے - کامیاب طلباء کا انٹرویو ۲۶ اور ۲۷ نومبر کو مکمل ہوا - تخصص فی الفقہ الاسلامی کے جدید طلباء کا امتحان داخلہ ۲۶ نومبر کو ہوا - اور کامیاب فضلاء کا انٹرویو ۲۸ نومبر کو مکمل ہوا-

شعبہ حفظ کا داخلہ ۲۳ نومبر کو مکمل ہوا - درس نظامی شعبہ (بنات) میں جدید طالبات کا امتحان داخلہ ۲۵ نومبر کو ہوا - اور کامیاب طالبات کا انٹرویو ۲۸ نومبر کو مکمل ہوا-

مجلس تعلیمی کی آخری سالانہ میٹنگ میں فیصلہ کیا گیا تھا کہ تعلیمی سال نمبر ۱۳ کے لئے ۱۱۹ نشستوں کے لئے طلباء کا اضافی داخلہ کیا جائے گا - چنانچہ درجہ تخصص فی الفقہ والافتاء میں ۷ فضلاء کو داخلہ دیا گیا - دورہ حدیث میں ا درجہ موقوف علیہ میں ا درجہ سادسہ میں ۸ درجہ خامسہ میں ۱۰ درجہ رابعہ میں ۲۴ درجہ ثالثہ میں ۱۹ درجہ ثانیہ میں ۲۴ درجہ اولی میں ۱۴ درجہ متوسطہ میں ۸ درجہ اعدادیہ میں ۱۳ طلباء کو داخلہ دیا گیا - اسی طرح شعبہ بنات میں سال اول میں ۲۰ سال دوم میں ۲۸ اور سال

سوم میں تین طالبات کو داخلہ دیا گیا- اور قدیم طالبات سمیت مجموعی تعداد ۱۰۶ ہوگئی-

اسی طرح شعبہ بنین میں مجموعہ درجوں کے لحاظ سے ۱۵۶ طلباء کو داخلہ دیا گیا- تو قدیم طلباء سمیت مجموعہ تعداد ۵۰۵ تک پہنچ گئی- تو ۵۰۵ طلبہ + ۱۶۰ طالبات ملکر مجموعی تعداد ۶۶۵ تک پہنچ گئی-

مجلس تعلیمی کی میٹنگ میں یہ فیصلہ طے ہوا تھا کہ آئندہ تعلیمی سال نمبر ۱۳ سے جامعہ عثمانیہ کی شاخ میں درجہ رابعہ کی کلاس شروع کی جائے گی- چنانچہ امسال وہاں پر درجہ رابعہ کی کلاس کا اجراء ہوگیا ہے- مرکز کی طرح وہی شاخ میں بھی پڑھائی جاری ہے- اسباق کا آغاز اور چھٹی مرکز کے نظام الاوقات کے عین مطابق ہے- یہاں تک کہ نماز کے اوقات میں یکسانیت پائی جاتی ہے-

جامعہ میں پڑھائی ۲۵ شوال سے شروع ہوئی ہے- فی الحال صبح ۷ سے ایک بجے تک سبق ہوتا ہے- ظہر کے بعد تکرار ہوتی ہے- تکرار کی جماعتیں بھی بنائی گئی ہیں- رہائشی اساتذہ کی نگرانی یہ تمام تعلیمی سرگرمیاں انجام پاتی ہیں- انشاء اللہ اگلے مہینے تعلیمی سال نمبر ۱۳ کا پہلا تعلیمی جائزہ ہوگا- جائزہ شفوی اور تحریری طور پر ہوا کرتا ہے- تحریری جائزہ کا پرچہ ہوتا ہے جو ۶ سوالات پر مشتمل ہوتا ہے- بعداز نماز ظہر پرچہ شروع ہوتا ہے- جس کے لئے تین گھنٹے کا وقت ہوتا ہے-

اساتذہ کی تقرری:-

شعبہ بنین میں جامعہ کی وہی شاخ میں درجہ رابعہ اور شعبہ بنات میں سال ششم کے درجے کے اضافے کی وجہ سے اساتذہ کی نئی تقرری عمل میں آئی- چنانچہ اس سلسلے میں ۸ اساتذہ کی تقرری ہوئی- یہ اساتذہ کرام جامعہ عثمانیہ ہی کے فضلاء ہیں- فضلاء کے اسماء گرامی درجہ ذیل ہیں-

(۱) مولانا فاروق غالب فاضل جامعہ عثمانیہ پشاور

(۲) مولانا محمد ریاض فاضل جامعہ عثمانیہ پشاور

(۳) مولانا صالح محمد فاضل جامعہ عثمانیہ پشاور

(۴) مولانا قاسم حبیب فاضل جامعہ عثمانیہ پشاور

(۵) مولانا خیر الانام فاضل جامعہ عثمانیہ پشاور

(۶) مولانا نور الامین فاضل جامعہ عثمانیہ پشاور

(۷) مولانا معراج الدین فاضل جامعہ عثمانیہ پشاور

(۸) مولانا الطاف الرحمٰن فاضل جامعہ عثمانیہ پشاور

ان میں مولانا قاسم حبیب، خیر الانام اور معراج الدین جامعہ عثمانیہ کی شاخ میں پڑھاتے ہیں- باقی اساتذہ مرکز میں تدریس انجام دے رہے ہیں-

وفیات

☆ چند دنوں قبل جامعہ عثمانیہ کے شعبہ قراءات کے رئیس جناب قاری عبدالغفور صاحب کی والدہ ماجدہ مورخہ ۱۰ دسمبر ۲۰۰۴ء بروز جمعہ اس دارفانی سے رحلت فرما گئیں- جامعہ کے جملہ اساتذہ کرام کو اس کا بڑا صدمہ ہوا- چنانچہ تعزیت کے لئے جامعہ عثمانیہ کے اساتذہ کرام سوات میں ان کی رہائش گاہ تشریف لے گئے- مرحومہ کی نماز جنازہ شیخ الحدیث مولانا رحیم اللہ صاحب مدظلہ العالی نے پڑھائی- نیز مقامی مدرسہ مظہر العلوم کے اساتذہ کرام اور طلباء نے بھی نماز جنازہ میں شریک رہے-

☆ جامعہ عثمانیہ میں اس سانحہ کے بعد دوسرا صدمہ یہ پیش آیا کہ جامعہ کے مدرس جناب قاری مولانا احسان الحق صاحب مدظلہ کے والد ماجد جناب حضرت مولانا نور الحق صاحبؒ مورخہ ۱۴ دسمبر ۲۰۰۴ء بروز جمعہ اس دارفانی کو الوداع کہہ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے- یہ خبر سن کر جامعہ کے جملہ اساتذہ کرام اور جملہ طلباء سخت محزون ہوگئے- اور نماز جنازہ میں شرکت کی خاطر

جملہ اساتذہ کرام دورہ حدیث اور تخصص کے طلباء اٹک میں ان کی رہائش گاہ پہنچ گئے - اور نماز جنازہ میں شریک ہو گئے۔

مرحوم دارالعلوم اکوڑہ خٹک کے اولین فضلاء میں سے شمار کیے جاتے ہیں - حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اس کے قریبی مراسم تھے - اور تا حال حیاۃ اپنے مادر علمی سے مربوط تھے۔

ان کی نماز جنازہ شیخ الحدیث حضرت مولانا شیر علی شاہ مدظلہ العالی نے پڑھائی - اور تعزیتی خطاب جامعہ عثمانیہ کے رئیس حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن مدظلہ العالی نے فرمایا - جامعہ کے جملہ اساتذہ کرام و متعلقین ان مرحومین کے لئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالی دونوں کی مغفرت فرمائے - ان کے درجات بلند فرما کر اجر جزیل سے نوازے اور پسماندگان کو صبر جمیل کا اجر نصیب فرمائے - آمین

☆ حاجی محمد اقبال خٹک بھی گذشتہ دنوں میں وفات پا گئے - مرحوم علاقہ جلوزئی چراٹ خٹک کے باشندہ تھے - جامعہ سے گہرا تعلق تھا اور شوری کے بنیادی اراکین میں سے تھے - آپ ہراڑے وقت میں جامعہ سے تعاون فرماتے - اللہ تعالی مرحوم کو اجر جزیل عطا فرمائے - آمین

مولانا محمود رشید

نام کتاب: تطبیق الآیات

مصنف: مفتی ذاکر حسن نعمانی

ضخامت:- ۳۵۸

ناشر:- دارالتصنیف جامعہ عثمانیہ پشاور

قرآن کریم وہ کتاب ہدایت ہے جو علیم و حکیم ذات کی طرف سے اقوام عالم کی رشد و ہدایت کے لئے نازل کی گئی ہے - اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں عظیم معجزہ ہونے کے ساتھ علم و حکمت اور علوم و معارف کا ایک ایسا گہرا سمندر ہے جس کے عجائبات کبھی ختم ہونے والے نہیں ہیں - انسان اپنی فہم اور علمی بساط کے مطابق جتنا قرآن کریم کے علوم معارف سے اخذ کرنا چاہے - بقدر استطاعت آگاہی حاصل کر سکتا ہے اور علوم و معارف کی راہیں اس کے سامنے کھل جاتی ہیں - لیکن علوم قرآن کے احاطہ سے بشر کا فہم و ادراک قاصر ہے چنانچہ اہل علم فرماتے ہیں - جمیع العلم فی القرآن لکن تقاصرت عنہ افہام الرجال ، یعنی قرآن کریم تمام علوم کا مجموعہ ہے - لیکن لوگوں کا فہم و ادراک اس سے قاصر ہیں -

علوم قرآنی میں قرآن کریم کی آیات کا آپس میں تعارض اور تضاد مفسرین کے ہاں ایک پیچیدہ مسئلہ ہے - قرآن کریم کی آیات میں ایسا توافق ہے کہ کسی مسلمان کے دل میں قرآن کریم کی آیات میں تعارض کا ذرا برابر شبہ نہیں ہو سکتا لیکن کم علمی ، ظاہر بینی اور آیات قرآن میں تدبر نہ ہونے کی وجہ سے کسی کے ذہن میں شبہ تعارض کا احتمال ہو سکتا ہے -

مفسرین عظام نے اپنی اپنی بساط کے مطابق اپنی تفاسیر میں اس مسئلہ کی وضاحت فرما کر قرآن فہمی کی طرف رہنمائی کی ہے۔ لیکن ایسا مجموعہ جس میں ان تمام آیات متعارضہ کو یکجا کر کے جامع حل پیش کر دیا ہو اس کا تشنگی اب تک باقی تھا۔ زیر نظر کتاب "تطبیق الآیات" کے نام سے حضرت مفتی ڈاکٹر حسن صاحب نعمانی دامت برکاتہم کی گرانقدر تالیف اس سلسلے کی اہم کاوش ہے۔ حضرت مفتی صاحب کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ پاکستان کے ممتاز علمی ادارہ جامعہ عثمانیہ پشاور کے استاذ حدیث و تخصص ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سے علمی تحقیقی کتابوں کے مؤلف ہیں۔ تحریر و تقریر اور تحقیق کے میدان میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اچھا خاصہ ملکہ عطا کیا ہے۔ اس سے پہلے علوم القرآن کے موضوع پر آپ کی مفید مضامین پر مشتمل کتاب "وجوہ الفکر ارفی القرآن" کے نام سے طبع ہو کر لوگوں میں پذیرائی حاصل کر چکی ہے۔ کئی مصنفات ابھی زیر طبع ہیں۔

زیر نظر کتاب میں موصوف نے انتہائی عرق ریزی سے قرآن کریم کی تمام متعارض آیات کو یکجا کر کے مستند تفاسیر سے استفادہ کرتے ہوئے آیات قرآن میں تعارض کی وضاحت فرمائی ہے۔ گاہ گاہ اپنی تحقیق کی روشنی میں آیات متعارضہ کی عمدہ توجیہ بیان فرما کر قرآن فہمی کی طرف امت کی رہنمائی فرمائی ہے۔ جو اہل تحقیق حضرات علماء اور طلباء کے لئے تحقیقی علمی ذخیرہ جمع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عمل خیر کو قبولیت کا درجہ دیکر مصنف کے لئے دنیاوی و اخروی سرخروئی کا ذریعہ بنائے اور ہم سب طالبین کو اس سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

کتاب کا نام:- سیرت نگاری کے اصول

مصنف:- ڈاکٹر صلاح الدین

اولاد آدم کی رشد و ہدایت اور سعادت کا مرکز و محور انبیاء کرام علیہم السلام کا وجود با مسعود ہے۔ ان ہی کے وجود سے انسانیت کو ہدایت کی روشنی ملی اور انہی سے تعلق جوڑ کر انسانیت دنیاو

آخرت کی کامیابیوں سے ہمکنار ہو سکتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر مؤمن اپنے وجود و ایمان میں نبی کی ذات بابرکت کا محتاج ہے۔ اگر نبی سے تعلق ہٹ جائے تو مسلمان کے ایمان کا کوئی وجود نہیں رہتا۔ اور یہ تعلق تب قائم رہے گا جب اس کو اپنے نبی کے شب و روز کے معمولات کا علم حاصل ہو۔ اس لئے مسلمانوں کے لئے اپنے تعارف اور پہچان سے پہلے نبی کی سیرت کا جاننا نہایت ضروری ہے۔

امت محمدیہ سے پہلے امتوں نے بھی اپنے انبیاء کی سیرت محفوظ رکھنے کی بہت کوششیں کیں لیکن اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اور الحمد للہ امت محمدیہ کی یہ خصوصیت اور شرافت ہے کہ انہوں نے اپنے نبی کے ہر قول و فعل اور حیات طیبہ کے ہر گوشے کو ایسا محفوظ رکھا کہ آپ کی حیات طیبہ کا ایک نقطہ بھی گم نہیں ہوا۔ ایسا کیوں نہ ہو جبکہ خود قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کثرت سے آپ کی سیرت و سوانح اور وقائع و ایام پر مختلف پیرایوں اور مختلف روابط کے ساتھ توجہ دلائی ہے۔ یہاں تک کہ آپ کی حیات طیبہ کو امت کے لئے اسوہ حسنہ قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ یعنی تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

امت محمدیہ میں جب سے تحریر و کتابت کا سلسلہ شروع ہوا۔ آج تک ہر زمانہ اور ہر دور میں اہل علم نے عربی، اردو، انگریزی مختلف زبانوں میں آپ کی سیرت مقدسہ کے مختلف پہلوؤں پر کتابیں لکھی ہیں۔ اور آئندہ بھی لکھتے رہیں گے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور ہر گوشے کی باریکیات اور لطائف کا کلی احاطہ کسی کیلئے ممکن نہیں ہے۔ اس لئے اہل سیرت نے زندگی کے مختلف پہلوؤں کو موضوع بحث بنا کر مقدور بھر لکھنے کی کوشش کی ہے۔ اگر کسی نے آپ کی مکی زندگی کو اجاگر کیا ہے تو کسی نے آپ کی مدنی زندگی، غزوات وغیرہ پر روشنی ڈالی ہے اور کسی نے آپ کی مجموعی زندگی کو زیر بحث لایا ہے۔

غرض اتنی کثیر تعداد میں آپ کی سیرت مقدسہ پر کتابیں لکھی گئی ہیں کہ شاید ان کا شمار بھی

دشوار ہو۔ لیکن سیرت طیبہ کا خزینہ اتنا وسیع ہے کہ اتنی کاوشوں کے باوجود ہر دور میں سیرت طیبہ کے کسی پہلو پر لکھنے کی ضرورت محسوس ہوتی رہی۔

زیر نظر کتاب جناب ڈاکٹر صلاح الدین صاحب کے ذوق مطالعہ اور شب و روز کاوشوں کا نچوڑ ہے۔ موصوف کی ذات تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ کی شخصیت کیلئے پیش نظر کتاب کا نام ہی کافی ہے۔ آپ گورنمنٹ ڈگری کالج لیاقت آباد کراچی میں استاذ اور شعبہ اسلامیات کے صدر ہونے کے ساتھ اہل قلم میں سے بھی شمار ہوتے ہیں۔ علماء دیوبند کے ساتھ آپ کا گہرا تعلق ہے۔ اس تعلق کی وجہ سے علماء دیوبند کے قرآن خدمات پر پی ایچ ڈی کا مقالہ بھی لکھا ہے۔ جو ابھی زیر طبع ہے۔ اس کتاب میں آپ نے سیرت نگاری کے اصول کی طرف اہل علم کی توجہ دلائی ہے۔ سیرت مقدسہ کے متعلق اگرچہ اہل علم نے احتیاط کا پہلو ملحوظ رکھا ہے۔ لیکن سیرت مقدسہ ایک ایسا موضوع ہے کہ ہر خاص و عام اس میں کتاب لکھنے کی خواہش رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ غیر مسلم اہل قلم بھی اس میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔ اور وہ لوگ بھی جو سیرت نگاری کے اصول و آداب سے بالکل انجان ہیں۔ اس لئے اس میں افراط و تفریط کا ہونا بھی ناممکن نہیں ہے۔

افراط و تفریط سے بچنے کے لئے کسی ایسی مستقل کتاب کی ضرورت تھی جس میں سیرت نگاری کے اصول و ضوابط کو یکجا طور پر ذکر کیا گیا ہو۔ عام سیرت نگاروں نے اگرچہ ضمناً اجمال کے ساتھ چند اصول ذکر کیے ہیں۔ لیکن مستقل کتاب اس پر کسی نے نہیں لکھی۔

اللہ تعالی نے یہ شرف مولف موصوف کو عطا کیا۔ آپ نے انتہائی عرق ریزی کے ساتھ مختلف کتابوں کی چھان بین کے بعد تحقیقی انداز میں سیرت نگاری کے پچیس اصولوں کو یکجا کر کے مستقل کتاب کی شکل میں پیش کر کے سیرت نگاری کے اصول کا ایک خوبصورت گلدستہ تیار کیا ہے۔ ابتداً سیرت نگاری کا ارتقائی جائزہ لیکر قرون اولی کے چند ابتدائی سیرت نگاروں کی حیات و نگارشات پیش کئے ہیں اور چند معروف سیرت نگاروں کی نشاندہی بھی کی ہے۔ اس کے بعد اصول سیرت نگاری کے عنوان سے پچیس اصولوں کو بالترتیب ذکر کیا ہے۔ بظاہر تو اصول

سیرت کا بیان ہے لیکن ضمن میں حدیث، تاریخ، لغت وغیرہ علوم کی بھی کافی مواد موجود ہیں گویا کہ مختلف علوم کا نایاب مجموعہ ہے۔

تحقیق کے میدان میں متعلقہ علم کا دیگر علوم سے امتیاز اور فرق بھی ضروری ہے۔ مولف موصوف نے سیرت النبی ﷺ کی دیگر علوم اسلامیہ سے یکسانیت اور امتیازی خصوصیت کے عنوان سے اس اہم نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے اور لطیف انداز میں سیرت کا دوسرے علوم مثلاً حدیث، تاریخ وغیرہ سے یکسانیت اور امتیاز کو بیان کیا ہے۔ اصول بیان کرنے کے بعد سیرت کا ان اصول کے ساتھ تعلق دلکش انداز میں بیان کر کے ہر اصول پر لکھی ہوئی تصانیف کا خاکہ اور حواشی و حوالہ جات کا نقشہ بھی پیش کیا ہے۔ جس میں اہل تحقیق کے لئے بڑی راہنمائی ملتی ہے۔

کتاب کے آخر میں عربی، انگریزی، اور اردو مراجع و مصادر کا ایک طویل خاکہ بھی پیش کیا ہے جو اہل تحقیق کے لئے سونے پر سہاگہ سے کم نہیں۔

امید ہے کہ یہ کاوش علمی حلقوں میں بنظر استحسان دیکھی جائے گی۔ اللہ تعالی مولف کی اس محنت کو قبولیت کا شرف عطا فرما کر ہر خاص و عام کی ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ بنادے۔ آمین

کتاب کا نام:- مدارس دینیہ کا تعارف

مولف:- قاری محمد سلیمان

ناشر:- مکتبہ عثمانیہ متصل ایچ ایم سی ٹیکسلا راولپنڈی

تبصرہ نگار:- محمد قاسم حبیب

بلاشبہ دین اسلام کی ترویج و اشاعت کی بنیاد تعلیم و تعلم ہے۔ اس تعلیم و تعلم کا وجود مختلف زمانوں میں مختلف شکلوں میں پایا گیا۔ جن میں سے مدارس دینیہ و حلقہ دروس کا قیام ایک ایسا مجرب و مفید طریقہ کار ہے۔ جس کی بنیاد حضور کی زندگی ہی میں اصحاب صفہ کے نام پر رکھی گئی۔ چنانچہ ہر صدی کی تاریخ پر طائرانہ نظر ڈالنے سے انسان اس کی افادیت و اہمیت کو سمجھ لیتا ہے۔

زیرِ تبصرہ کتاب ہمارے محترم قاری محمد سلیمان صاحب کی تالیف کردہ مدارس دینیہ کا تعارف پر مبنی کتاب ہے۔ جس کی ابتداء میں محترم مؤلف نے مدارس دینیہ کی ابتدائی تاریخ اور پھر اس سے متصل مدارس دینیہ کے خلاف مغربی فلاسفروں اور حکمرانوں کے اعتراضات، اشکالات کے قابل فہم و دلنشین انداز میں جوابات تحریر کئے ہیں۔

اس کے بعد صفحات میں مؤلف نے نہایت ہی قابل توجہ بحث پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے کہ حفظ قرآن کی ضرورت واہمیت کے پیش نظر اس کے لئے ایسے منظم و پر از حکمت منظم نظام کی ضرورت ہے۔ جس میں بچہ عزت نفس کو بحال رکھ کر از خود کیسے حفظ کی طرف راغب ہو سکے گا چنانچہ ان ابحاث میں مؤلف نے نفسیاتی طور پر معلم حفظ کی ایسے اصول کی طرف راہنمائی کی ہے۔ جس پر کاربند رہ کر وہ بڑی حد تک حفظ کے مکتب کو کامیابی کی راہ پر ڈال کر امت کو قابل وماہر حفاظ کی کھیپ دے سکتا ہے۔ جس سے امت کے دیرینہ آرزوؤں میں سے اس آرزو کی بھی تکمیل ہو جائے گی کہ سالانہ ہزاروں حفاظ کی دستار بندی ہونے کے باوجود تعلیم قرآن کے شعبے میں ماہر و جید حفاظ کی کمی اس حد تک محسوس کی جارہی ہے کہ اب یہ ایک مستقل مسئلہ کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اس رو سے کتاب کی یہ ابحاث مدارس حفظ کے منتظمین ومعلمین کے لئے بڑے کارآمد و مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ جسے وہ فاضل مؤلف کی جانب سے احسان عظیم سمجھ کر ان ابحاث کی روشنی میں اپنے ادارے کے لئے ایک مستقل نظام کی تشکیل کر کے اپنے ادارے کو کامیابی کی راہ پر ڈال سکتے ہیں۔ بلاشبہ ہمارے ہاں، مدارس حفظ کی تعلیمی و تدریسی کیفیت کچھ اس نوعیت کی ہے جس میں مختلف کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ اور وہ نفسیاتی وفطری اصول سے میل نہیں کھاتیں۔ مؤلف نے اپنے بیان کردہ اصولوں میں ان تمام کمزوریوں کا احاطہ کر کے اس کا علاج فطری ونفسیاتی حوالے سے بتایا ہے۔ جو بلاشبہ بہت ہی اچھی کاوش ہے۔ کتاب کے آخر میں حضرت قاری صاحب کے وہ خطابات ہیں جو انہوں نے معلمین حضرات کو قابل توجہ امور پر راہنمائی دلانے کے لئے کئے ہیں۔ اور بعد از اں انہیں افادہ عام کے لئے شامل اشاعت کر دیے۔

سالانہ فہرست ماہنامہ ﴿العصر﴾ دسمبر ۲۰۰۳ء تا دسمبر ۲۰۰۴ء

اداریہ	صفحہ نمبر
آہ! مولانا فضل الٰہی نور اللہ مرقدہ	۵۸۷
طاقت کا توازہ برقرار رکھنے والا طاقت کے نرغہ میں	۲
اکیسویں صدی اور پاکستان	۶۰
تعلیمی کمیشن صوبہ سرحد ۲۰۰۳ء	۱۱۴
سیرت نبوی کی رعنائی	۱۷۸
آہ! مفتی نظام الدین شامزئیؒ!!	۲۳۴
ذاتی مکان، گاڑی اور اسلحہ پر ٹیکس کی شرعی حیثیت	۲۹۰
صوبہ سرحد تعلیمی کمیشن، درسی کتب کا تجزیاتی رپورٹ	۳۴۶
مجاہد سے دہشت گرد یا تاریخ مسخ کرنے کی مذموم کوشش	۳۹۴

Scanned with CamScanner

...لامی اور بین الاقوامی جنگی قوانین
...موازنہ ۴۳۶

...محاسن القرآن	صفحہ نمبر	مفتی غلام الرحمٰن

...الهكم اله واحد لا اله الا هو
...الرحمن الرحيم الاية
...الوہیت کا جامع تصور ۷
...ان في خلق السموات والارض
واختلاف اليل الخ
زمین وآسمان کی پیدائش ۹
لیل ونہار کا اختلاف
جہاز رانی کی اہمیت
بارش کی ضرورت ۱۰
مردہ زمین کو زندہ کرنا
زمین کو مخلوق خداوندی سے آباد کرنا
ومن الناس من يتخذ من دون الله
اندادا
مؤمن ومشرک کی عقیدت کا موازنہ ۱۲
معبودان باطلہ سے ناامیدی کا یقینی ہونا ۱۳
...يها الناس كلوا مما في

الارض الخ ۱۸۴
رسوم جاہلیت کی تردید ۱۸۴
واذا قيل لهم اتبعوا ما انزل
الله الخ ۱۸۶
اندھی تقلید کی نئی شکل ۱۸۷
تقلید شرعی اور تقلید شرکی کا تفرقہ ۱۸۸
يا ايها الذين آمنوا كلوا من
طيبت مارزقنكم الخ ۲۳۹
محرمات کی فہرست ۲۴۰
بے بسی کے اثرات اور اسلام کا
مشفقانہ رویہ ۲۴۳
غیر مسلم ممالک سے درآمد اشیاء کا حکم ۲۴۵
ان الذين يكتمون ما انزل من
الكتاب الخ
محاسن ۲۴۶
ضمیر فروشی کا مکروہ دھندہ ۲۴۷
چوری اور سینہ زوری کی سزا
ليس البر ان تولوا وجوهكم قبل
المشرق الخ
محاسن ۲۹۷
نیکی کا معیار ۲۹۸

Scanned with CamScanner

ح معاشرہ کی تشکیل میں افراد کی
یت ۲۹۹
تقادی اصلاح کی ضرورت ۲۹۹
لی زندگی کی عظمت ۳۰۰
ہاشرتی کردار
للاح نفس ۳۰۲
اخلاقی معیار کا قیام
ایھاالذین امنوا کتب علیکم
قصاص الخ الآیۃ
زیرات اسلامی کا اہم دفعہ ۳۰۱
صاص قابل معافی ہے ۳۰۲
صاص لینا ظلم نہیں انصاف ہے ۳۰۳

ارالافتاء	صفحہ نمبر	مفتی غلام الرحمٰن

مندی بھیجنے کا معاوضہ لینا ۲۲
یت غلط پڑھنے سے نماز کا فساد ۲۳
زکوۃ کی ادائیگی میں تملیک کی ضرورت ۶۷
گھڑی میں لگے ہوئے سونے میں زکوۃ
کا حکم ۶۹
غیر مسلم کے حقوق کی ادائیگی کا طریقہ ۱۹۵

اقامت کی نیت کا اعتبار ۱۹۶
زوجین کا ایک دوسرے پر بعض حقوق ۳۱۰
عاریت میں دی ہوئی چیز کا دائرہ کار ۴۲۸
لقطہ کا حکم ۴۲۹
میڈیکل ریپ کی نوکری ۴۶۷
سوال۔ بابت پرائیویٹ فنڈ ۵۹۰

علمی، فکری اور اصلاحی مقالات

علمی، فکری اور اصلاحی مقالات	صفحہ نمبر	مقالہ نگار
مسئلہ قرآنی سوالات وجوابات	۱۵	مفتی ذاکر حسن نعمانی
انفرادی زندگی میں اسلام کا تصور آزادی	۲۶	شاہد اللہ جان درجہ موقوف
حقوق انسانی	۳۲	محمد رحیم حقانی
قرآن مجید میں ایک مشکل تعارض اور اس کا حل	۶۳	مفتی ذاکر حسن نعمانی
تقلید کا تحقیقی جائزہ	۷۲	شاہد اللہ جان موقوف علیہ
مریخ کی تسخیر	۸۰	نعیم احسن
یادحیات	۸۸	مولانا حسن جان
درس حدیث	۹۴	مفتی نظام الدین شامزئی
تعلیمی کمیشن صوبہ سرحد کی رپورٹ	۱۱۷	ادارہ العصر
حضورؐ کیوں کامل نمونہ ہیں	۱۸۹	مفتی ذاکر حسن نعمانی
رسول اکرمؐ اور مذہبی رواداری	۲۰۱	مولانا اکرام اللہ جان
علمی، روحانی اور تبلیغی دنیا کا عظیم سانحہ	۲۲۰	مفتی ذاکر حسن نعمانی

[illegible] الدین شہید	۲۲۵	سید [illegible] الدین
[illegible] جل	۲۲۹	مولانا حسین احمد
[illegible] الدین شامزئی کی شہادت		
[illegible] شخصیت	۲۵۷	مفتی ذاکر حسن نعمانی
[illegible]	۲۶۲	محمد فضل چترالی
[illegible]	۲۶۵	محمد فاروق
[illegible] کی اہمیت	۲۶۶	مفتی ذاکر حسن نعمانی
[illegible] کی نظر میں	۲۶۶	ادارہ العصر
[illegible] انسانی حقوق کا چارٹر		
[illegible]	۳۱۸	مولانا زاہد الراشدی
[illegible]	۳۳۱	مولانا محمود رشید
[illegible]	۳۳۷	مولانا حسن جان
[illegible]	۳۶۰	مفتی ذاکر حسن نعمانی
[illegible]	۳۷۰	ابوالحسن علی ندوی
[illegible]	۳۸۱	ابورضوان
[illegible] کی ضرورت	۳۹۰	ابورضاء
[illegible]	۴۶۷	مفتی ذاکر حسن نعمانی
[illegible]		
[illegible]	۴۳۶	ڈاکٹر صلاح الدین ثانی
[illegible] کی روشنی میں	۴۷۰	مولانا ابوالحسن علی ندوی
[illegible]	۴۸۱	مولانا حسین احمد

عجائب اوران کی پراسرار دنیا	۲۰۸	نثار احمد خان
تلاش علم	۲۱۸	شیخ عبدالفتاح

اخبار الجامعہ	صفحہ	
محفل حسن قرات کی بارونق تقریب	۱۰۱	مولانا ابورضوان
مولانا سرفراز صفدر صاحب کی جامعہ میں تشریف آوری	۱۰۵	
تقریب یوم سرپرستان	۲۷۸	
درس حدیث مولانا محمد تقی عثمانی	۲۹۰	
مجلس مناقشہ		

تبصرہ کتب	صفحہ نمبر	تبصرہ نگار
مرد درویش	۵۰	مفتی ذاکر حسن نع
بزم منور جلد ششم	۵۱	حافظ احسان الرح
احکام القرآن	۵۲	
فلسفہ سیرت خاتم الانبیاء فی ضوء القرآن والاحادیث	۵۳	
ٹخنے ڈھانپنے کی شرعی حیثیت	۱۰۷	

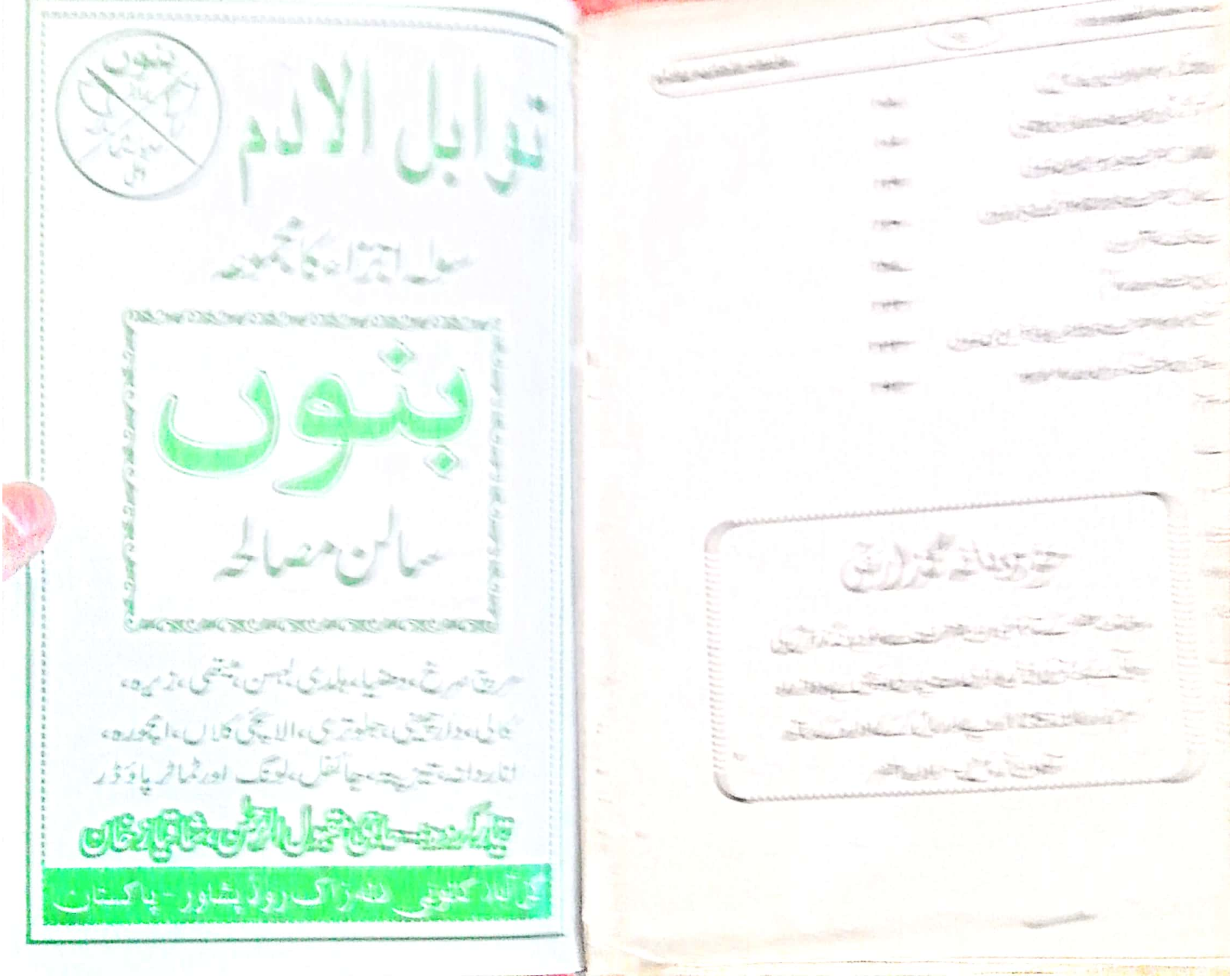

توابل الادم
بنوں
سالن مصالحہ
سرخ مرچ، دھنیا، ہلدی، لہسن، سونٹھ، زیرہ،
کالی مرچ، دارچینی، جاوتری، الائچی کلاں، اجوائن،
اناردانہ، جائفل، لونگ اور ٹماٹر پاوڈر
پاکستان